"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

ماہنامہ

خالد

فروری ۱۹۶۷ء

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۳ — شمارہ ۴

شوال ۱۳۸۶ھ ⁂ تبلیغ ۱۳۴۶ھش

فروری ۱۹۶۷ء

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائب

بشیر احمد اختر

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

جستہ جستہ

غلبۂ اسلام اور احمدی نوجوان!

۲۰ فروری کا دن سلسلہ احمدیہ بلکہ اسلام کی تاریخ میں ایک بہت ہی مبارک اور مقدس دن ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جو پیشگوئی "مصلح موعود" کے نام سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک ایسے بیٹے کی بشارت دی جو دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے والا اور اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا موجب ہوگا۔ وہ پاک رُوح نور ہی نور ہوگا اور روح حق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اس کا وجود اسلام کی صداقت کا ایک مؤثر اور مؤثر ذریعہ ہوگا۔

اس وعدۂ خداوندی کے مطابق وہ پسر موعود ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کے مبارک دن پیدا ہوا اور خدا تعالےٰ کے فرمودہ کے مطابق جلد جلد بڑھا اور جوانی کی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصبِ خلافت کا حامل قرار پایا۔

اس عظیم الشان پیشگوئی میں بیان شدہ ایک ایک علامت اپنی پوری شان سے حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس ذات میں پوری ہوئی۔ اس مقدس وجود نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کئے رکھا۔ اسے فکر تھی تو صرف یہی کہ کسی طرح دنیا کفر کے اندھیروں سے نکل کر خدا تعالیٰ کے نور کی طرف آجائے۔ اسلام کے جھنڈے کو سربلند کرنے کے لئے اس مقدس وجود نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف کر دیا اور بالآخر خدائی نوشتوں کے مطابق اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس مقدس وجود کو دیکھا، اس کی باتیں سنیں، لیکن کیا ہم نے اس زمانہ کی برکات سے کما حقہٗ فائدہ اُٹھایا اور اس کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے جھنڈے کو دنیا پر سربلند کرنے کے لئے کوئی کوشش کی؟

ہم جو اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کہتے ہیں یعنی احمدیت کے بلند معیار کے مطابق تمام دنیا کے خادم —— ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور وہ مقدس وجود جو ہماری اس تنظیم خدام الاحمدیہ

کا بانی بھی تھا" کے فرمودات کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہر وقت اپنے نصب العین کو اپنے پیشِ نظر رکھیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"دوستوں کو چاہیئے کہ قریب ترین عرصہ میں احمدیت کو پھیلانے میں اپنی ساری توجہات کو لگا دیں اگر وہ ایسا کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے اور جب ہم اسے کرنے لگیں گے تو خدا تعالیٰ کی غیرت خود بخود جوش میں آئے گی کہ میرے بندے میرا کام کر رہے ہیں۔ تب فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور اس کام کو ہاتھ میں لے لیں گے۔ اور تھوڑی سی کوشش سے شاندار نتائج برآمد ہوں گے۔"

(الفضل ۳ رمئی ۱۹۴۴ء)

پھر فرمایا:۔

"ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ اسلام کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے خدا تعالیٰ نے کہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے۔ یہ اتنا عظیم الشان کام ہے کہ اس کے لئے ہماری محنتیں اور ہماری کوششیں پاگلانہ ہونی چاہئیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے تمام طاقت صرف کر دیں گے تو باقی کمی خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پوری کر دے گا۔ ...... ہمیں اپنی ساری باتوں کو بھول کر اسلام اور قرآن مجید کی حکومت کے قیام کے لئے اپنی ساری طاقت صرف کر دینا چاہیئے اور ایسا زور لگانا چاہیئے کہ دنیا صرف ہمارے دعویٰ کی وجہ سے ہمیں پاگل نہ کہے بلکہ کام کی وجہ سے پاگل کہے۔"

(الفضل ۵ راکتوبر ۱۹۴۴ء)

اس وقت تمام دنیا کی نظریں ہماری طرف لگی ہوئی ہیں اور دنیا ہم سے ایک روحانی انقلاب چاہتی ہے ایسا انقلاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ہوا۔ اسلام کی روحانی تاثیرات جو ایک زمانہ سے قصۂ پارینہ بن چکی ہیں ہم نے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دوبارہ زندگی کے خون سے ان کی آبیاری کرنی ہے۔ اور اس کے جسم میں دوبارہ حیاتِ جاوداں کی رُوح پھونک کر نئے سرے سے اسے ایک زندہ اور عظیم ترین خدائی طاقت ثابت کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم الشان کام اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم نہ صرف اپنی بلکہ اپنے بھائیوں کی اصلاح کی فکر بھی کریں اور انہیں اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ کریں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو خود بھی غور سے پڑھیں اور دوسروں

کو بھی سُنائیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں :-

"پس اب بھی سنبھلو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار لوگ اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ .... پھر میرے ساتھ بھی اللہ تعالےٰ کا کوئی وعدہ نہیں کہ میری عمر کتنی ہوگی۔ پس یہ بڑے خطرات کے دن ہیں اس لئے سنبھلو۔ اپنے نفوس سے دنیا کی محبتوں کو سرد کرو اور دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ۔ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی۔ تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو۔ تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرس درکار ہیں پس اپنے آپکو دین کیلئے وقف کردو اور یہ نہ دیکھو کہ اس کے عوض تمہیں کیا ملتا ہے۔ جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ اُسے کتنے پیسے ملتے ہیں وہ کبھی خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کو ملتی ہے جو اُس کا نام لے کر سمندر میں کود پڑتا ہے۔ چاہے موتی اس کے ہاتھ میں آجائیں اور چاہے وہ مچھلیوں کی غذا بن جائے۔" (الفضل سالانہ نمبر ۱۹۵۶ء صـ۲۷)

پس اے احمدی نوجوانو! اِس مقصد کو ساتھ لیکر اُٹھیئے اور اِس عزم کے ساتھ اُٹھیئے کہ روح القدس کی تائید بھی آپ کے شاملِ حال ہو۔ اپنے اقوال و اعمال اور افعال کے ساتھ دوسرے خدام بھائیوں کو بھی اِس بات پر آمادہ کریں کہ وہ خلوص کے ساتھ دل کے کانوں سے وقت کی اِس پکار کو سُنیں۔ پس آؤ ہم اپنی کمرِ ہمت کس لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں اُنہیں ادا کریں اور اسلام اور احمدیت نے جو توقعات ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جو عزم اور ارادہ ہمارے دلوں میں موجزن ہے اُسے عمل کے حسین و جمیل پیراہن سے مزین کر دیں۔ یہ تمام شاہراہیں ایک ہی منزل کی طرف جاتی ہیں۔ یعنی اسلام کے دائمی غلبہ کی منزل کی طرف۔ یہ منزل ابھی دُور ہے اور ہمارا سفر لمبا ہے۔ پس کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم برق رفتاری کے ساتھ اس منزل پر پہنچنے کی کوشش کریں اور اسلام کے غلبہ کو قریب سے قریب تر لے آئیں اور اس غرض کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کریں! ؎

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو

معارف القرآن

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

(بنی اسرائیل)

تیرے رب نے اِس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور نیز یہ کہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انہیں اُن کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے ہمیشہ نرمی سے بات کر۔

اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور اُن کے لئے دعا کرتے وقت کہا کر اے میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○

اور ہم نے یہ کہتے ہوئے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر انسان کو اپنے والدین کے متعلق احسان کا تاکیدی حکم دیا تھا اور اس کی ماں نے اُسے کمزوری کے ایک دَور کے بعد کمزوری کے دوسرے دَور میں اٹھایا تھا۔ اور اس کا دُودھ چھڑانا دو سال کے عرصہ میں تھا۔ یاد رکھو کہ میری ہی طرف تجھ کو لَوٹ کر آنا ہوگا۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اور اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تُو کسی کو میرا شریک مقرر کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو اُن دونوں کی بات مت مانیو ہاں دُنیوی معاملات میں انکے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھیو اور اُس شخص کے پیچھے چلیو جو میری طرف جھکتا ہے اور تم سب کا لَوٹنا میری طرف ہی ہوگا اسوقت مَیں تم کو تمہارے عمل سے خبردار کروں گا ✦

معارف الحدیث

اطاعتِ والدین

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں پر مطلع نہ کروں؟ اور صحابہؓ کو متوجہ کرنے کے لئے آپؐ نے یہ الفاظ تین دفعہ دُہرائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ ضرور ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر سُنو کہ سب سے بڑا گناہ خدا تعالیٰ کا شرک ہے اور پھر دوسرے نمبر پر سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی اور ان کی خدمت کی طرف سے غفلت برتنا ہے۔ اور پھر —— اور یہ بات کہتے ہوئے آپ تکیئے کا سہارا چھوڑ کر جوش کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا پھر اچھی طرح سُن لو کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے۔ اور آپؐ نے اپنے اِن الفاظ کو اتنی دفعہ دُہرایا کہ ہم نے آپ کی تکلیف کا خیال کرتے ہوئے دل میں کہا کہ کاش اب آپؐ خاموش ہو جائیں اور اتنی زیادہ تکلیف نہ اٹھائیں۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا خاک آلود ہو ناک اس کی (تین دفعہ فرمایا) جس نے اپنے والدین میں سے ایک کا یا دونوں کا بڑھاپے کا زمانہ پایا اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں سے کون سب سے زیادہ میرے حُسنِ سلوک کا مستحق ہے؟ فرمایا تیری ماں۔ اُس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ تیسری دفعہ پوچھنے پر بھی فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ۔

(بخاری)

(۴) حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ خدا کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ وقت پر نماز کی ادائیگی مَیں نے عرض کیا۔ اس کے بعد؟ فرمایا والدین سے نیک سلوک۔ مَیں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا خدا کے رستہ میں جہاد ☆

(بخاری)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں

"خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کیلئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دیگی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔"

(کشتی نوح)

مرزا محمد شفیق صاحب انور،
جامعہ احمدیہ

لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی ایک غرض یہ ہے کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف کے موتی دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال غیر مذاہب کے مقابل پر ثابت کیا جائے نیز حامیان اسلام پر بھی یہ واضح کر دیا جائے کہ قرآنی علوم انہیں لوگوں کو عطا کئے جاتے ہیں جو جولۂ شہوات نفسانیہ کو آتش محبت الٰہی میں جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ ذیل میں سورۂ نمل کی ایک آیت اور اس کی تفسیر جو مختلف مفسرین نے کی ہے درج کی جا رہی ہے۔ اور آخر میں اس آیت کی تفسیر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا ہے وہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ اس سے قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس تشریح سے قرآن کریم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

جو آیت منتخب کی ہے وہ سورۂ نمل کی یہ آیت ہے:-

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا

علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۱۵ھ) صاحب کشاف خوارزمی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے (ملکہ بلقیس ناقل) کے آنے سے پیشتر اس کے رستہ میں سفید شیشے کا ایک محل بنانے کا حکم دیا۔ اس کے نیچے پانی چھوڑ دیا گیا اور اس میں سمندر کا جانور مچھلیاں وغیرہ ڈال دی گئیں۔ آپ کا تخت وسط میں رکھا گیا پس آپ اس پر بیٹھ گئے اور آپ نے پرندوں اور جن و انس کو روک رکھا تاکہ اس کے سامنے اپنے ملک کی عظمت، تحقق نبوت اور ثبات علی الدین کا اظہار کریں۔ مفسرین کا خیال ہے کہ جن اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ اس سے شادی کریں کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ مبادا اس کے سارے راز آپ کو

بتا دے گی کیونکہ وہ پری کی بیٹی تھی۔
یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن اس بات سے
ڈر گئے کہ اس کے ہاں ایک ایسا بیٹا
پیدا ہوگا جو جن و انس دونوں کی
عقل کا مالک ہوگا اسلئے انہیں
(جنوں کو) حضرت سلیمان علیہ السلام
کے ملک سے ایک ایسے بادشاہ کے
پاس جانا پڑے گا جو زیادہ سخت اور
زیادہ جابر ہے اسلئے انہوں نے
کہا کہ اس کی عقل میں کچھ فتور ہے اور
اس کی پنڈلیوں پر بہت بال ہیں اور
اس کے پاؤں گدھے کے سموں کی
مانند ہیں۔ پس حضرت سلیمانؑ نے
تنکیر عرش سے اس کا امتحان کیا اور
محل بنایا تاکہ اس کی پنڈلیاں اور
پاؤں دیکھیں۔ پس جب اس نے
دونوں کو عریاں کیا تو آپؑ نے
دیکھا کہ وہ تمام انسانوں سے خوبصورت
پنڈلیوں اور پاؤں کی مالک ہے
اور ان پر بالکل بال نہیں تو آپ نے
اپنی نگاہ پھیری اور اُسے پکار کر
کہا کہ یہ تو شیشوں سے جڑاؤ شدہ
محل ہے۔" (تفسیر الکشاف جزو ثانی صفحہ ۲۶۴)

شاہ عبد القادر دہلویؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔
"دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت
سلیمانؑ۔ اس میں پتھروں کی جگہ شیشے
کا فرش تھا۔ لگتا پانی لہراتا۔ اس نے
پنڈلیاں کھولیں پانی میں پیٹھنے کو حضرت
سلیمانؑ نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے
پانی نہیں۔ اس کو اپنی عقل کا قصور اور
ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا سمجھی جو
سمجھے ہیں سو ہی صحیح ہے۔ حضرت سلیمانؑ
نے سُنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال
ہیں بکری کی طرح۔ اس طرح معلوم
کر لیا کہ سچے تھے۔ اس کی دوا تجویز
کی جسے نورہ کہتے ہیں۔ وہ پری کے
پیٹ سے تھی اس کا اثر تھا۔"
(موضح القرآن برحاشیہ قرآن مجید
شائع کردہ تاج کمپنی صفحہ ۶۲۲)

مشہور اہلحدیث عالم مولوی ثناء اللہ صاحب
اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
"اس نے کپڑے اٹھائے تاکہ
گیلے نہ ہو جائیں تو حضرت سلیمان
علیہ السلام نے فرمایا یہ شیش محل ہے
پانی نہیں۔" (تفسیر ثنائی صفحہ ۲۵۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس
کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
"دنیا ایک شیش محل کی طرح ہے
جس کی زمین کا فرش نہایت مصفّیٰ
شیشوں سے کیا گیا ہے اور پھر ان

شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہو
نہایت تیزی سے چل رہا ہے۔ اب
ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے
وہ اپنی غلطی سے اُن شیشوں کو بھی
پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان
اُن شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا
ہے جیسا کہ پانی سے ڈرنا چاہیئے۔
حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں مگر
صاف اور شفاف۔ سو یہ بڑے
اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب
اور ماہتاب وغیرہ یہ وہی صاف
شیشے ہیں جن کی غلطی سے پرستش
کی گئی اور ان کے نیچے ایک اعلیٰ
طاقت کام کر رہی ہے جو ان
شیشوں کے پردہ میں پانی کی طرح
بڑی تیزی سے چل رہی ہے اور
مخلوق پرستوں کی نظر کی یہ غلطی
ہے کہ انہیں شیشوں کی طرف اس
کام کو منسوب کر رہے ہیں جو ان
کے نیچے کی طاقت دکھلا رہی ہے"
(اسلامی اصول کی فلاسفی
عکسی ایڈیشن صفحہ ۸۵-۸۶)

آ بھی اے دل آج ہم اُن سے نغموں میں فریاد کریں
یہ ہے آگے اُن کی مرضی شاد کریں ناشاد کریں

اس طرح مایوس تو ہونا دل والوں کا کام نہیں
شاید ہو جائیں وہ مہرباں اپنی بہاں لو داد کریں

جان یہ آخر جانی ہے تو تجھ پہ کیوں قربان نہ ہو
آخر یہ برباد ہے ہونی یوں بھی کیا برباد کریں

جس کے لئے چھوڑی یہ دُنیا جس کے لئے سب کچھ چھوڑا
اُسکو اگر ہم یاد کریں نہ اَور کسے پھر یاد کریں

آؤ زاہد آج چلیں نہ کیوں ہم اُنکی محفل میں
شاید وہ بھولے سے ہمارے حق میں بھی ارشاد کریں

(زاہد قربانی ملک گجرات)

نصر اللہ خان ناصر شاہد
مربی سلسلہ احمدیہ۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ

"مسلمانوں کا لیڈر"

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب (صافی) سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ احمدیہ کے ایک متبحر عالم، ایک بلند پایہ اور پُرجوش مقرر تھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر رفیق تھے۔ مامورِ زمانہ کی صحبت نے آپ کے اندر ایک عاشقانہ رنگ پیدا کر دیا تھا۔ اس عظیم الشان جوانمرد نے اپنی حیاتِ مقدسہ کا آخری لمحہ تک اسلام کی خدمت اور اغیار کے مذموم حملوں کے دفاع میں بسر کر دیا اور خدمت کا حق ادا کر دیا۔

آپ کی ابتدائی زندگی

آپ ۱۸۵۸ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ کا پہلا نام کریم بخش تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے عبدالکریم سے تبدیل فرما دیا۔ ابتدائی تعلیم مسجد میں ہی پائی۔ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں وہیں پڑھیں۔ بعد میں فارسی اور عربی پرائیویٹ طور پر پڑھی۔ فارسی میں ایسا عبور حاصل کیا کہ امریکن مشن سیالکوٹ میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔

اسلام کے لئے غیرت کا ایک واقعہ

جن دنوں امریکن مشن [illegible] فارسی پڑھایا کرتے تھے انہی دنوں کا واقعہ ہے ایک روز مشنری کلاس کو فارسی پڑھا رہے [illegible] کسی طالب علم نے قرآن مجید کے متعلق کوئی گستاخانہ کلمہ کہا۔ آپ یہ سُنکر جوش میں آگئے اور آپ نے بائیبل کو زمین پر پھینک کر مسلا اور کہا یہ لو اپنی [illegible] جس پر نازاں ہوتے پھرتے ہو۔ چنانچہ آپ کو سکول سے ہٹا دیا گیا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے اسلام اور قرآن کی محبت کی خاطر اپنی دنیوی ملازمت کو ٹھوکر ماری۔ آپ کے غیور دل نے یہ ہرگز برداشت نہ کیا کہ کلام رحمٰن کی شان میں کوئی ناروا اور خلافِ قرآن کلمہ سُنیں۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت حصہ سوم صفحہ ۱۱۶)

پبلک لیکچروں کا سلسلہ

امریکن مشن سکول [illegible] کے بعد آپ نے [illegible] بورڈ مڈل سکول میں ملازمت اختیار کی۔ مگر یہاں [illegible]

استعفیٰ دے دیا اور پبلک وعظوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ راجہ بازار سیالکوٹ کے چوک میں آپ لیکچر دیا کرتے۔ آپ کی آواز اتنی دلکش، پُر اثر اور شیریں تھی کہ ہندو اور سکھ بھی آپ کی تلاوتِ قرآنی سُنکر مسحور ہو جاتے۔

آپ کو عربی، فارسی، انگریزی اور اُردو زبانوں میں اس قدر مہارت ہو گئی کہ بڑے بڑے علماء بھی آپ کی لیاقت کے قائل ہو گئے۔ آپ ایک نہایت ہی پُرجوش اور فصیح و بلیغ مقرر بن گئے۔ یہاں تک کہ عیسائی مشن آپ کی تقاریر سے لرزنے لگا۔ انہوں نے آپ کو دوبارہ ملازمت میں لینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

حضرت اقدسؑ سے وابستگی اور مستقل ہجرت

اسی زمانہ میں آپ کو حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاوّل) سے گہرا تعلق پیدا ہوا۔ ایک مرتبہ آپ چھ ماہ تک کشمیر میں انکی خدمت میں رہے۔ یہی تعلق آپ کو آخر کار حضرت اقدسؑ کے دامِ غلامی میں لانے کا موجب بنا۔ مارچ ۱۸۸۸ء میں حضورؑ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ ستمبر ۱۸۹۰ء میں آپ مستقل ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور حضورؑ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی رہائش پذیر ہوئے۔

ابتداء میں آپ نیچری خیالات کے تھے اور سید احمد کے معتقد تھے۔ مگر حضرت کے فیض و برکت سے آپ کے نظریات یکسر پلٹ گئے۔ حضورؑ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "جب اوائل میں میرے پاس آئے تھے تو سید احمد کے معتقد تھے۔ کبھی کبھی ایسے مسائل پر میرا ان کی گفتگو ہوتی جو سید احمد کے غلط عقائد تھے اور بعض دفعہ بحث کے رنگ تک نوبت پہنچ جاتی۔ مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک دن اعلانیہ کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ آج مَیں نے سب باتیں چھوڑ دیں۔"
>
> (تاریخ احمدیت جلد سوم ص۲۱۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پانچ وقت نماز اور جمعہ کی امامت آپ کے سپرد کی اور یہ فرائض آپ عمر بھر سر انجام دیتے رہے۔

آپ کی دینی و علمی خدمات

حضورؑ کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد سے آپ حضورؑ کے ساتھ ہر وقت سایہ کی مانند رہے۔ دن رات قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ آپ کے سپرد ہی امامت کے فرائض بھی تھے۔ سفروں میں بھی آپ حضور کے ہمراہ رہتے اور مختلف فرائض سر انجام دیتے رہے۔ حضرت اقدسؑ کی جملہ خط و کتابت آپ کے ہی سپرد تھی۔

تعلیم الاسلام سکول کے اجراء پر آپ کو بھی سکول کی انتظامیہ کمیٹی میں رکھا گیا۔ مگر خواجہ کمال الدین صاحب کے قادیان میں مستقل سکونت نہ رکھنے کی وجہ سے

آپ عملاً سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔
(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵)

۱۹۰۱ء میں جب ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کے سلسلہ میں انجمن اشاعتِ اسلام کی بنیاد پڑی تو حضرت مولوی صاحبؓ کو اس کا وائس پریذیڈنٹ بنایا گیا۔ بعد میں یہ ادارہ صدر انجمن احمدیہ میں ہی مدغم کر دیا گیا۔ (تاریخِ احمدیت جلد سوم صفحہ ۱۷)

۱۹۰۳ء میں جب تعلیم الاسلام کالج کا قادیان میں پہلی مرتبہ اجراء ہوا تو حضرت اقدسؑ کی علالت کے باعث حضرت مولوی صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کو ادب عربی کا پروفیسر بھی مقرر فرمایا تھا۔ مگر یہ کالج بعض وجوہات کی بناء پر دو سال بعد بند کر دیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۳۲۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زورِ قلم بھی بہت عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے حسبِ ذیل تالیفات اپنی یادگار چھوڑیں۔

(۱) لیکچر گناہ (۲) لیکچر (حضرت مسیح موعودؑ نے کیا اصلاح و تجدید کی) ۔ (۳) سیرت حضرت مسیح موعودؑ (۴) اثبات خلافتِ شیخین (۵) خلافتِ راشدہ حصہ اوّل (۶) القول الفصیح فی اثبات حقیقۃ المسیح (۷) دعوۃ الندوہ (۸) خطباتِ کریمیہ (مرتبہ عرفانی صاحبؓ (۹) الفرقان (خلافتِ راشدہ حصہ دوم)

آپ کی علالت اور وفات

۱۲ اگست ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی صاحبؓ ذیابیطس اور کاربنکل پھوڑے سے شدید بیمار ہو[ئے] ساتھ ہی داڑھ میں سخت درد شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر [مرزا] یعقوب بیگ صاحب نے آپ کی داڑھ نکالی اور ... کا اپریشن کیا جس سے آپ سخت تکلیف اور درد ... میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت اقدسؑ کو آپ کی تکلیف کا ... احساس تھا اور آپؑ نے کئی راتیں جاگتے دعاؤں ... گزاریں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہو[ں] ... اس قسم کا اضطراب اور فکر میں نے اپنی اولاد کے ... نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی شبانہ روز دعاؤں ... معجزانہ طور پر مولوی صاحب کو شفا عطا فرمائی ... ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی صاحبؓ کو کلوروفارم سنگھ[ا کر] ان کا بڑا اپریشن ہوا جس سے ہاتھ پاؤں سرد ہو[گئے] اور نبض تقریباً ساقط ہو گئی۔ حضورؑ نے اطلاع ... مُشک بھجوایا اور خود دُعا میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ ... بعد حالت سنبھل گئی۔ اسی طرح یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء ... غشی کی کیفیت طاری ہوئی۔

حضرت اقدسؑ کی دعاؤں کے اعجازی ... سے مولوی صاحب کو اصل بیماری سے پوری طرح ... ہو گئی۔ لیکن یہ ایک وقتی امر تھا حقیقت میں محبوب ... کے دربار سے بلاوے کا حکم ہو چکا تھا۔ حضرت ... اقدسؑ کو کثرت کے ساتھ حضرت مولوی صاحب ... وفات کے متعلق الہامات ہوئے۔ چنانچہ ... ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا "سینتالیس سال کی عمر ... لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" اسی روز ...

الہام ہوا "اس نے اچھا ہونا ہی نہ تھا"۔ ۸ ستمبر کو الہام ہوا "کفن میں لپیٹا گیا"۔ ۹ ستمبر کو الہام ہوا "اِنّ المنایا لا تطیش سہامہا (یعنی موت کے تیر خطا نہیں جاتے)

الغرض یہ اطلاعات تقدیرِ مبرم پر دلالت کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ جس سے ۱۰۶ درجہ بخار ہو گیا۔ بالآخر حضرت اقدسؑ کا محبوب رفیق، عظیم الشان خادمِ اسلام، عاشقِ قرآن اور علم و عرفان کا حسین پیکر ۱۱ راکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۷½ بجے اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا۔ آپ کو امانتاً دفن کیا گیا۔ بعد میں جب بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تو ۲۷ ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو آپ کے بابرکت وجود کی تدفین سے بہشتی مقبرہ کا آغاز ہوا۔

آپؓ کا عشقِ رسولؐ

قرآن مجید سے آپ کو بے حد عشق تھا۔ آپ کی آواز بڑی دلکش تھی۔ جب آپ تلاوت کرتے تو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم، سکھ، ہندو اور عیسائی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ آپ کے تلاوتِ قرآن کے محبت بھرے انداز سے ہر دل میں کلام اللہ کی محبت موجزن ہو جاتی اور ہر شخص اس مسحور کن انداز سے جھوم اُٹھتا۔

ایک مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دائر کردہ مقدمہ حفظ امن کے سلسلہ میں حضورؑ پٹھانکوٹ کے عدالتی کیمپ میں تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی صاحب بھی حضورؑ کے ساتھ رفیقِ سفر تھے۔ حسبِ دستور آپؓ ہی نمازیں پڑھاتے رہے۔ قریب ہی مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی جائے قیام تھی، وہ بھی حضرت مولوی صاحب کی پُر اثر تلاوت اور خوش الحانی سے بے حد متاثر ہوا۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف مجدّد اعظم لکھتے ہیں:-

"مغرب کی نماز کے لئے حضرت اقدسؑ میدان میں تشریف لائے اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی حسبِ معمول امام بنے۔ انہوں نے نماز میں جو قرآن پڑھنا شروع کیا تو ان کی بلند مگر خوش الحان اور اثر میں ڈوبی ہوئی آواز مسٹر ڈوئی کے کان میں پڑی۔ وہ اپنے خیمہ کے آگے کھڑے ہوئے اور ایک انہماک کے عالم میں کھڑے قرآن سنتے رہے جب نماز ختم ہوئی تو ماسٹر غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار پٹھانکوٹ کو بُلا کر پُوچھا کہ آپ کی ان لوگوں سے واقفیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ کہا کہ میں نے ان لوگوں کو نماز میں قرآن پڑھتے سُنا ہے مَیں اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ حد سے باہر ہے۔ اس قسم کا ترنم اور اثر مَیں نے کسی کلام میں نہیں سُنا"

اور نہ کبھی محسوس کیا۔ کیا پھر یہ نماز پڑھیں گے اور مجھے نزدیک سے سننے کا موقعہ دیں گے؟ راجہ غلام حیدر خان صاحب حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کُل ماجرا عرض کیا۔ آپؑ نے فرمایا ہمارے پاس بیٹھ کر قرآن سُنیں۔ چنانچہ اب کی دفعہ نماز کے وقت ایک کرسی قریب بچھا دی گئی اور صاحب بہادر آ کر اس پر بیٹھ گئے۔ نماز شروع ہوئی اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور صاحب بہادر مسحور ہو کر جھومتے رہے۔"

(مجدد اعظم حصہ اول ص۶۰۶)

حضرت اقدسؑ کی نظر میں آپؓ کا مقام

حضرت اقدس علیہ السلام کی نظر میں آپ کی بہت ہی محبت اور قدر کے جذبات تھے اور حضورؑ کے ساتھ بھی آپ کو بے حد عشق تھا۔ حضور آپ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"وہ ہماری محبت میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ اگر ہم دن کو کہتے کہ ستارے ہیں اور رات کو کہتے کہ سورج ہے تو وہ کبھی مخالفت کرنے والے نہ تھے۔ ان کو ہمارے ساتھ ایک پُورا اتحاد اور پوری موافقت حاصل تھی۔ کسی امر میں ہمارے ساتھ خلاف رائے کرنا وہ کفر سمجھتے تھے۔ ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی اور وہ اُن اصحاب الصفہ میں سے ہو گئے تھے جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی اپنی وحی میں کی تھی۔ ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں ان کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے ہوتے تھے ان کے دفاع میں اپنی عمر بسر کر دی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔ انکے متعلق ایک خاص الہام بھی تھا۔ "مسلمانوں کا لیڈر" غرض میں جانتا ہوں کہ ان کا خاتمہ قابل رشک ہوا۔" (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم)

ملک محمد سلیم صاحب
جامعہ احمدیہ ربوہ

ہمارا جلسہ سالانہ

صداقتِ احمدیت کا چمکتا ہوا نشان

جلسہ سالانہ اسلام کی حقانیت کا زندہ ثبوت ہے حضرت مسیح موعودؑ اس دعویٰ کو لیکر کھڑے ہوئے کہ براہ وجود اسلام کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ آسمانی آقا کی تائیدات میرے ساتھ ہیں اور فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے مطابق مجھے غیب کا علم دیا گیا ہوں۔ اور یہ سب اسلئے ہے تا میں اسلام کی زندگی ثابت کرکے اسے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دوں۔ اسی مقصد کی ایک کڑی آپ نے جلسہ سالانہ کو قرار دیا۔ آپ نے ۱۸۹۱ء میں اس جلسہ کا آغاز کیا اور فرمایا:۔

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیالی نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئے اور معجزے میں ڈھل گئے۔ وہ جلسہ جس کی ابتداء ۷۵ حاضرین سے ہوئی تھی اس میں خدا کی تیار کردہ وہ قومیں آشامل ہوئیں جس کی خدا کے مسیح نے پیشگوئی فرمائی تھی اور حاضرین کی تعداد ۷۵ سے بڑھ کر ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی۔

جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار الہامات کی تفسیر ہے۔ حضورؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر فرمایا تھا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ، يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جلسہ پر دُور دراز ملکوں سے لوگ دیوانہ وار دوڑے چلے آتے ہیں ان کی کثرت سے مکانات کی کمی کا مسئلہ پیدا ہوا اسلئے مہمانوں کے لئے رہائش گاہوں کو وسیع سے وسیع تر کرنا پڑا اور اس طرح حضورؑ کا یہ الہام پورا ہوا کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے وَسِّعْ مَكَانَكَ۔ اسی طرح يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے

کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور یہ کہ I shell give you a large party of Islam ایسے بے شمار الہامات اور ان گنت پیشگوئیاں جلسہ سالانہ کی شکل میں ہر بار پوری ہوتی ہیں۔

پھر حضورؑ نے فرمایا تھا کہ اس جلسہ کا مقصد تبلیغ اسلام ہے، خصوصاً یورپ و امریکہ میں جیسا کہ فرمایا :-

"یہ بھی اس جلسہ کی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔"

(اشتہار فروری ۱۸۹۳ء)

چنانچہ یہ مقصد بھی معجزانہ طور پر خدا کی دکھی ہوئی اس بنیادی اینٹ یعنی جلسہ سالانہ کے ذریعہ پورا ہوا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کے اجراء کا اعلان ۱۹۳۴ء کے جلسہ سالانہ پر ہی کیا تھا جس کے ذریعہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں اسلامی تبلیغ کے مراکز قائم ہیں جن پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کے ماتحت فضل عمر فاؤنڈیشن کا اعلان بھی ۱۹۶۵ء میں اسی جلسہ سالانہ پر ہی ہوا۔ پس یہ جلسہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے مقاصد

جلسہ سالانہ کے مقاصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہیں :-

۱۔ اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

۲۔ اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی دی[ni] وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو

۳۔ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تع[ارف] بڑھے اور اس جماعت کے تعلق اخو[ت] استحکام پذیر ہوں۔" (اشتہار ۷ د[سمبر])

نیز فرمایا :-

"جلسہ سے اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بالکل جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار

کریں۔ (شہادت القرآن)

تقریروں کا نہیں دُعا کا جلسہ ہے

اس جلسہ کی اسی عظمت کے پیشِ نظر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"یہ جلسہ محض تقریروں کا جلسہ نہیں یہ دُعا کا جلسہ ہے ـــــ اس جلسہ میں شامل ہونے والے افراد محض ایک جلسہ میں شامل نہیں ہو رہے بلکہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانے میں حصہ لے رہے ہیں" (الفضل سنہ ۱۹۳۷ء)

وہ جلسہ جو اس قدر عزت و عظمت کا حامل ہے جس کے انتظار میں ہم سارا سال دن گنتے رہتے ہیں۔ جس میں شمولیت کے لئے احباب زمین کے کناروں سے براہمی پرندوں کی طرح کھچے چلے آتے ہیں ہاں وہی جلسہ جس کی بنیادی اینٹ کسی انسان نے نہیں بلکہ عرش کے خدا نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اس کی عظمت ہم سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ:۔

● ہم سب کی سب تقاریر غور سے سنیں اور دل کی تختی پر لکھ لیں۔
● جلسہ کے بعد ذکر الٰہی کریں۔
● یا پھر بزرگانِ سلسلہ اور صحابہ مسیح موعودؑ کی بابرکت صحبت سے مستفیض ہوں
● گپ شپ، تمباکو نوشی اور بے مقصد گھومنے پھرنے سے خود بھی احتراز کریں اور دوسروں کو بھی روکیں۔
● کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو مرکز کے احترام اور تقدس کے خلاف ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"پس جب تم جلسہ پر آؤ تو اپنا سارا وقت دین کے لئے خرچ کرو۔ اور جو دوست تمہارے ساتھ جلسہ پر آئیں ان کی بھی نگرانی کرو کہ وہ اپنا وقت دینی کاموں میں لگائیں۔ تا تم خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کر سکو۔ دوستوں کو چاہیئے کہ جب تک وہ جلسہ گاہ میں رہیں لیکچر سنیں، احمدیت کی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں۔ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے آگاہی حاصل کریں اور جب جلسہ سے فارغ ہوں تو نمازیں پڑھیں، دعا کریں، اُن آدمیوں سے ملیں جن سے مل کر ان کے ایمان کو تقویت حاصل ہو"

(الفضل دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء)

نیز فرمایا:۔

"جس طرح جلسہ سالانہ کے موقع پر

آنا برکات کا موجب ہوتا ہے اسی طرح یہاں آنا اور اپنے اوقات کا خرچ کرنا اور انہیں علمی باتوں کے سُننے میں صرف کرنے کی بجائے رائیگاں کھو دینا دل پر زنگ لگا دیتا ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ جب وہ جلسہ پر آئیں تو یہ اقرار کرکے آیا کریں کہ ہم محض رسم پُوری کرنے نہیں چلے بلکہ ہم وہاں خدا کا ذکر کریں گے، جب جماعت میں بیٹھیں گے تب بھی اس کا ذکر کرینگے اور جب علیحدہ ہوں گے تب بھی اس کا ذکر کریں گے۔"

(الفضل ۱۹۳۷ء)

جلسہ سالانہ میں شریک ہونیوالوں کے لئے حضورؑ کی دُعاء

ایسے ہی جلسہ پر حاضر ہونے والے مخلصین کے لئے جو مندرجہ بالا باتوں کا خیال رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا فرمائی :-

"مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے۔ ہر تکلیف سے خلاصی دے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے۔ اور آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھائے جن پر اس کا فضل ہو اور رحم ہو۔"

خدام کے حق میں حضورؓ کی ایک دُعا

"اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور قیامت تک آپ لوگ اور آپ کی نسلیں دین کی خادم رہیں اور خدا کی محبت رہیں۔ خدا سے تم محبت کرنے والے ہو اور خدا تم سے محبت کرنے والا ہو۔ کبھی تمہارا دشمن تم پر غالب نہ آئے بلکہ تم خدا کی مدد اور اس کی نصرت سے تقویٰ کے ساتھ لوگوں پر غالب آؤ۔ شرارت اور فساد کے ساتھ نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ کے ساتھ تا کہ اسلام ترقی سے فائدہ اُٹھائے اور کسی تمہاری ترقی سے نقصان نہ پہنچے۔" (سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں خطاب مطبوعہ الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۵۶ء)

جناب نقی جنگوی صاحب
سابق ایڈیٹر اخبار المصلح کراچی

دعوتِ عمل

ادھر آؤ! مل کر بنا کر قطاریں، قدم کو سنواریں، یقیں کو اُبھاریں
عمل کی ضیا، فکر کی روشنی سے، پریشان دنیا کے رستے سنواریں

بشر کی سسکتی ہوئی زندگانی، دھڑکتے دلوں کی دُکھوں کی کہانی
کہاں اور کب تک یہ دیکھو گے آخر جوانو! خزاں سوز اُجڑی بہاریں

چلو چلتے جاؤ، بڑھو بڑھتے جاؤ، اگر عزم پُختہ، عمل بے ریا ہو
جوانو! جوانی میں پاکیزگی ہو تو کٹ جاتی ہیں پُرخطر راہ گذاریں

عمل زندگی ہے، عمل کی بدولت، حیاتِ دوروزہ کو جاوید کر لو
وقارِ عمل میں وقاریں ہیں ساری، وقارِ عمل میں ہیں ساری وقاریں

ارادہ، عمل، ہوش، دل کی صفائی توکّل کی دولت جنہیں مل گئی ہے
بدلتے ہیں ظلمت کو نور و ضیاء سے خزاں کو عطا کرتے ہیں وہ بہاریں

پروئے ہوئے ایک دھاگے میں موتی جواہر چمکتے ہیں اک سلسلہ میں
یہ اطفال و انصار و خدّام سارے منظّم ہیں طفل و جواں کی قطاریں

ہے تقسیم، تفریق ہرگز نہیں ہے جمع ہو کے ضربِ عمل پہ یقیں ہے
فقط اس میں حکمت خلیفہ کی یہ ہے، یہ اُن کو سنواریں وہ اِن کو سنواریں

کوئی رہنما ہے نگہبان کوئی، کسی کو کسی کا سہارا دیا
محبت و شفقت بڑوں کو سکھائی ضعیفوں کو چھوٹے ادب
کسی کو زعیم اور قائد بنایا، فریضہ سائق کسی کے حوالے
شجر اچھا پھل دینے والے پرانے، گلوں اور شگوفوں کی نازک قطاریں
خدا کے مسیحا نے قرآں کی نشر و اشاعت کیلئے پکارا ہے
ہمارا فریضہ ہے دعوتِ حقہ کی جانب ہر اک بحر و بر کو
جو تعلیم بھر دی خدا کے مسیح نے کتابوں میں اُس کو دلوں میں بٹھا کر
سحابِ عمل بن کے چھا جائیں ہر سو برستی ہوئی جیسی ٹھنڈی پھواریں
خدا کی محبت، نبی کی اطاعت مسیح زماں اور خلافت کی
بہشت بریں یہ وہ کوثر کے مالک، یہ کوثر سے بہتی ہوئی آبشار
خدا بولتا، دیکھتا، اور سنتا یہ کہہ دینا ہی صرف کافی نہیں ہے
نشانِ تعلق خدا سے ہمارا، اِدھر آؤ دیکھو جہاں کو پکاریں
خدا کے مقابل زر و مال و دولت جوانی اور عزت کی
تقاضا تو اسلام کا اک یہی ہے کہ اس کیلئے جانِ دل کو
جو آزاد ہو شامِ ظلمت یکسر وہ صبحِ سہانی وہ ٹھنڈا سویرا
خزاں جس پہ تا قیامت نہ آئے ہمیں فیض لائی ہیں ایسی بہاریں

منیر احمد طاہر
مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

وفاتِ حضرت مسیح ناصریؑ

ایک نیا طریقِ استدلال

(۱) خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

(سورۃ یوسف آیت ۴)

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو "احسن القصص" یعنی بہترین واقعہ قرار دیا ہے۔ روحانی معارف و حقائق کے علاوہ جن سے تمام قرآن مجید بھرا پڑا ہے سارے واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لختِ جگر ایک سازشی منصوبہ کے تحت آپ سے بچھڑ گیا جس کے غم میں آپ مدت دراز تک بے حال رہے۔ اور بالآخر یوسف آپ کو مل گیا۔ یہ مدتِ فراق تیس چالیس سال سے زیادہ نہ ہو گی۔ لیکن اتنے سالوں کی گمشدگی کی بناء پر خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کو "احسن القصص" قرار دیدیا۔ انصاف اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اگر درحقیقت حضرت مسیح ناصریؑ اپنے حواریوں سے واپس آنے کا وعدہ فرما کر لاپتہ ہو گئے تھے اور یہ حواری نزولِ قرآن تک چھ سو سال تک آپ کی راہ تکتے اور آپ کو تلاش کرتے رہے تھے تو حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ کو احسن القصص قرار دیا جاتا۔ لیکن کیونکہ حضرت مسیح ناصریؑ سنتِ مستمرہ کے مطابق اسی زمین پر وفات پا گئے تھے اور آسمان پر زندہ بجسم عنصری جانے کا افسانہ سراسر لغو اور جھوٹ تھا اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کے قصہ کو احسن القصص قرار نہیں دیا۔

(۲) خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ

الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی
تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ۔
یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہود و نصاریٰ آپ سے اُس
وقت تک خوش نہ ہوں گے جب
تک آپ ان کے دین کی پیروی
اختیار نہ فرمائیں گے۔

عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو بجسم عنصری
زندہ تسلیم کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح
ناصری عنقریب عیسائیت کے غلبہ کے لئے
نزول فرمائیں گے۔ یہ عقیدہ عیسائیوں میں اِس
حد تک رائج ہے کہ بعض عیسائی گھرانے جب کھانا
کھانے کے لئے بیٹھتے ہیں تو ایک کرسی حضرت
یسوع مسیح کے لئے خالی چھوڑ دیتے ہیں کہ شاید
اسی دوران میں آپ آسمان سے نازل ہو جائیں۔

عام مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت
عیسیٰ آسمان پر زندہ بجسدِ عنصری موجود ہیں اور
اسی مہلک عقیدہ کی وجہ سے لاکھوں لاکھ مسلمان
عیسائیوں کے دامِ تزویر میں جا پھنسے۔ کیونکہ
بجسم عنصری زندہ ہونے کی فضیلت میں حضرت
مسیح ناصری منفرد ٹھہرتے ہیں حتّٰی کہ سیدالرسل
خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک قسم کی فضیلت
تسلیم کرنا پڑتی ہے۔

اب مندرجہ آیت کے مطابق کسی عیسائی
سے یہ پوچھیئے کہ کیا اس کے نزدیک عا[illegible]
کا عقیدہ اس کے دین کے مطابق ہے[illegible]
کا عقیدہ جو ازروئے قرآن و حدیث وا[illegible]
و ازروئے عقل وفات مسیح تسلیم کر[illegible]
آپ یقین جانئے ایک عیسائی [illegible]
احمدیوں سے تبلیغی گفتگو کرنے سے گر[illegible]
اور اس کے برعکس عام مسلمانوں کے عقیدہ [illegible]
اظہار کرے گا کیونکہ اُن کے عقیدہ سے [illegible]
کو تقویت پہنچتی ہے۔ اور ایک غیر احم[illegible]
پادریوں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں [illegible]
کیونکہ اس کے پاس وہ ہتھیار نہیں جس [illegible]
پاش پاش کی جاسکے اور اسلام کی حفا[illegible]
وفات مسیح احمدیوں کے لئے ایک ایسا ہتھ[illegible]
ہے جس کی ضرب سے مسیحی مذہب پاش پا[illegible]
ہے۔ درحقیقت وفات مسیح میں ہی حیات [illegible]
ہے سے

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود [illegible]
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میت[illegible]

محمود مجیب اصغر

خلافتِ ثالثہ اور قرآن مجید

حضرت ناصرِ دیں تو ہے مثیلِ عثمانؓ
عہدِ ثالث کا یہ قرآں نشان ہوتا ہے

ت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

کَیْفَ تَھْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِیْ
اَوَّلِهَا وَالْمَسِیْحُ فِیْ اٰخِرِهَا

یعنی وہ اُمت کس طرح ہلاک
ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں
اور آخر میں مسیح ہوگا۔

اسی طرح حدیثوں میں بالوضاحت یہ بھی مذکور ہے
مسیح موعود علیہ السلام اس وقت دنیا میں آئیں گے
علمِ قرآن زمین سے اٹھ چکا ہوگا۔ اس کا مطلب
ہو کہ حضرت موعودؑ اس زمانہ میں تشریف لاتے
نے تھے جس وقت عام مسلمانوں میں بھی گمراہی پھیل
ئی ہوگی۔ علمِ قرآن سے وہ لوگ خالی ہوں گے۔
، غلط اور بے بنیاد عقائد کو انہوں نے اپنا لیا ہوگا۔
مسیح موعود علیہ السلام آکر ان لوگوں کو روحانی طور
پر ہلاک ہونے سے بچائیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام اِسی دنیا میں تشریف لائے اور
آپ نے زندہ خدا، زندہ رسولؐ اور زندہ کتاب سے
تعارف کرایا اور اس طرح اُمتِ محمدیہ کو ہلاک ہونے
سے بچا لیا۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے بہت مشابہت ہے۔ مسیح موعودؑ کے خلفاء کے زمانے کو خلفائے راشدین کے زمانے سے مشابہت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی یاد تازہ کر دی۔ اسی طرح حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام یعنی احمدیت کا اکناف عالم میں پھیلایا جانا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی اُن عظیم الشان فتوحات کے مشابہ ہے جن کے ذریعہ سے اسلام شروع میں دنیا میں پھیلا۔ ثاقب صاحب نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہمیں ہے فخر نورالدینؓ اور محمود احمد پر
دوبارہ کر دیئے حق نے ابوبکرؓ و عمرؓ پیدا

اب خلافتِ ثالثہ کے مبارک قیام پر جب نظر پڑتی ہے تو قرآن مجید کی اشاعت کا جو کام حضرت ناصر دین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے شروع کیا ہے

اس میں بھی ایک رنگ میں حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت سے مشابہت نظر آتی ہے۔

دراصل قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے جو کہ زندہ رسول ﷺ کے ذریعہ سے زندہ خدا نے اس دنیا میں بنی نوع انسان کی فلاح اور بہبودی کے لئے نازل کی۔ قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اور ہمیشہ کے لئے ایک زندہ اور کامل کتاب ہے۔ خاتم الکتب اور ام الکتب ہے اور آخری شریعت ہے ؎

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

قرآن مجید ایک مال اور نہ ختم ہونیوالا خزانہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔

"یہ وہی مال ہے جس کی نسبت پیشگوئی کے طور پر لکھا تھا کہ مسیح دنیا میں آکر اس مال کو اس قدر تقسیم کرے گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم)

کیا یہ سچ نہیں کہ مسیح موعودؑ کی ساری عمر اس پاک مال کو تقسیم کرتے گزری۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی تمام زندگی اس مال کو تقسیم کرتے گزری۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ کی ساری عمر اس مال کو تقسیم کرتے گزری اور اب بھی خدا کے فضل سے یہ مال خلافتِ ثالثہ کے مبارک ایام میں تقسیم ہو رہا ہے اور انشاء اللہ اسی طرح رہتی دنیا تک مسیح پاک علیہ السلام کے پروانوں کے ذریعہ سے یہ مال تقسیم ہوتا چلا جائے گا۔

دنیا میں انسان کی زندگی کا اصل
کی عبادت کرنا اور اس سے تعلق پیدا کرنا
خدا تعالیٰ سے تعلق قرآن کے بغیر ہرگز پیدا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

کشتی نوح میں ایک جگہ فرمایا:۔

"اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں

محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہسو
تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس
جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور
اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی
مت دو۔ تا آسمان پر نجات یافتہ
لکھے جاؤ۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الاول حکیم حافظ مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے آقا مسیح موعود علیہ السلام کی طرح قرآن مجید سے بہت عشق تھا۔ آپ کی ساری عمر قرآن مجید کا درس دیتے گزری۔ ایک دفعہ فرماتے ہیں۔ قرآن میری غذا، میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور جب تک میں اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی بنائی ہے اور میں بہت دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کرتا ہوں۔ اسی طرح ایک دفعہ فرمایا۔ مجھے قرآن مجید سے محبت ہے اور بہت محبت ہے۔ قرآن مجید میری غذا ہے۔ میں جب کمزور ہوتا ہوں قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھے طاقت آجاتی ہے۔

ایک دفعہ فرمایا۔ خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سناؤں۔
جن ایام میں جب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بیماری کی تکلیف تھی آپ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب اور قاری محمد یسین صاحب وغیرہ دوستوں سے قرآن مجید ذوق و شوق سے سنتے۔ ایک روز آپ پر سخت رقت طاری ہوئی اور رو پڑے۔ نیز فرمایا کہ قادیان میں کوئی حافظ نہیں؟ کوئی مجھ سے قرآن نہیں سنتا اور نہ سناتا ہے۔ جب مرض میں قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے لیٹے لیٹے قرآن مجید سنایا اور درس دینا شروع کر دیا۔ ڈاکٹروں نے اس پر عرض کیا کہ اس سے بیماری پر اثر پڑے گا تو آپ نے فرمایا "نورالدین کو درس قرآن سے مت روکو یہ نورالدین کی غذا ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ساری عمر بھی قرآن مجید کی اشاعت میں گزری۔ آپ نے قرآن مجید کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی انتہائی کوشش کی۔ کتابوں کے ذریعہ بھی، خطبات کے ذریعہ بھی اور تقریروں کے ذریعہ بھی۔ اور اسی چیز کی طرف ہمارے موجودہ امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جماعت کو دعوت دے رہے ہیں۔ آپ کی یہ شدید خواہش ہے کہ جماعت احمدیہ کا کوئی فرد بھی ایسا نہ ہو جس نے قرآن نہ پڑھا ہوا ہو اور پھر اس کے حقائق و معارف سے آگاہ نہ ہو۔ چنانچہ حضور نے اس کے لئے باقاعدہ طور پر ایک تحریک شروع کی ہے جس کا نام وقف عارضی کی تحریک ہے۔ اس تحریک میں اگرچہ حضور نے کئی اور چیزیں بھی شامل فرمائی ہیں لیکن سب سے بڑا مقصد اس

تحریک کا یہی ہے کہ تمام جماعتوں میں قرآن مجید پڑھانے
کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ میں حق الیقین کے ساتھ
کہتا ہوں کہ اس تحریک میں بہت برکات ہیں اور ہم میں
سے ہر ایک کو اس میں حصّہ لیکر ان برکات سے حصّہ
وافر لینا چاہیئے۔

حضور نے اپنے ۱۱ر نومبر ۱۹۶۶ء کے خطبہ
جمعہ میں بشیر آباد کے مقام پر قرآن مجید کا ارفع مقام
اور فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"قرآن ایک ایسا خزانہ ہے جو
نہ ختم ہونے والا ہے اور اتنا قیمتی
خزانہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں
واقعی نور ہو اور اس کے دماغ میں
فراست ہو تو اس کے ایک ایک موتی
کی کوئی قیمت نہیں ڈالی جا سکتی۔
اس کے مقابلہ میں دنیا کے جواہرات
بالکل لاشئی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں
ارشاد ہوا ہے ادعونی استجب
لکم کہ تم دعا کرو میں تمہیں دونگا۔
اب یہ ایک مضمون ہے جو بیان ہوا
ہے۔ کونسا ہیرا ہے جو اس سے
زیادہ قیمتی ہو جس سے کہ آپ کی
ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں، آپ
کی اولاد کی بھی پوری ہوتی رہیں، آپ
اسے خرچ بھی کرتے رہیں اور ختم بھی
نہ ہو بلکہ آگے سے بھی بڑھتا چلا جائے۔

دنیا کا کوئی ہیرا ایسا نہیں جسے استعمال
اور وہ پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے۔ دنیا
نہیں (ہیرے جواہر ہوں یا کسی اور قسم کا
ادعونی استجب لکم قرآن کریم کی
سی آیت ایسی ہے کہ ساری دنیا کے مال
ہیں کیونکہ دعا کے نتیجہ میں جو فضل جسمانی اور
سے نازل ہوتے ہیں سچے دل کی دعا اور عاجز
کے ساتھ وہ دنیا داروں کو دنیا کی تمام دو
کر کے بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

پس آپ کو اس کتاب کی قدر کرنی چا
اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ہم نے احمد
سے ساری دنیا کی ناراضگی مول لی ہے اور
ہمیں سکھاتی ہے کہ قرآن کریم سے زیادہ
فائدہ اٹھائیں اور اس کی برکات سے مستفیض

حضور نے اسی خطبہ میں فرمایا:۔

"زندہ خدا پر ایمان لانے والے
زندہ کتاب کو پڑھنے والے، زندہ
رسول سے پیار کرنے والے، حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آنے
والے کسی فرد میں پژمردگی نہیں پائی
جانی چاہیئے۔ نہ تو دینی لحاظ سے اور
دنیوی لحاظ سے۔ دینی لحاظ سے جو
فرائض عائد ہوتے ہیں انہیں صرف
لینے سے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں
ہو سکتا۔ "زندہ قرآن" کہنے سے تو

اس کی زندگی اور نور سے حصہ نہیں
مل سکتا جب تک ان راہوں کو
اختیار نہ کریں تقویٰ کی جو راہیں قرآن کریم
نے بیان کی ہیں۔ خالی کہہ دینا کہ یہ کتاب
زندہ ہے کسی شخص کو کوئی فائدہ نہیں
پہنچا سکتا اس کے لئے عمل چاہیئے۔
عمل چاہیئے۔ عمل چاہیئے۔"

حضور نے ایک خطبہ میں تعلیم القرآن اور عارضی وقف
کی سکیم کے متعلق ایک آسمانی بشارت کا ذکر کیا تھا۔
حضور ایدہ اللہ کو عالم بیداری میں تمام جہان کو محیط
کرتے ہوئے ایک نور نظر آیا اور پھر ایک پُرشوکت
آواز جو کہ اسی نور سے بنی ہوئی تھی وہ فضا میں یوں
گونجی بُشریٰ لکم۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک مرتبہ
ظہر کی نماز کی تیسری رکعت میں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی غیبی
طاقت نے آپ کو اپنے تصرف میں لے لیا ہو اور اس
وقت آپ کو یہ تفہیم ہوئی کہ یہ نور قرآن کا نور ہے جو کہ
وقف عارضی کی سکیم کے ماتحت دُنیا میں پھیلایا جا رہا
ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"پس جیسا کہ نور کے اس نظارہ
سے جسے میں نے ساری دنیا میں پھیلتے
دیکھا۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم
کی کامیاب اشاعت اور اسلام کے
غلبہ کے متعلق قرآن کریم میں اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات
میں جو خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی
ہیں اُن کے پورا ہونے کا وقت قریب
آگیا ہے اسلئے میں پھر اپنے دوستوں کو
اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر
واجب ہے کہ ہر احمدی مرد اور
ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر
احمدی جوان اور ہر احمدی بوڑھا
پہلے اپنے دل کو نورِ قرآن سے منوّر
کرے۔ قرآن سیکھے، قرآن پڑھے
اور قرآن کے معارف سے اپنا
سینہ و دل بھر لے اور معمور کر لے
ایک نورِ مجسم بن جائے۔ قرآن کریم
میں ایسا محو ہو جائے۔ قرآن کریم
میں گم ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا
فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس
کے وجود میں قرآن کریم کا ہی نور
نظر آئے اور پھر ایک معلّم اور
استاد کی حیثیت سے تمام دنیا
کے سینوں کو انوارِ قرآنی سے منوّر
کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔
اے خدا! تُو اپنے فضل سے ایسا ہی
کر کہ تیرے فضل کے بغیر ایسا ممکن نہیں۔"

اس جگہ یہودیوں کی کامیابی کا راز بیان کرنا بھی
خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب
نے ایک دو سال قبل احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن

کے ممبران سے بعد نماز جمعہ مسجد دارالذکر لاہور میں ایک مختصر سی تقریر میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ جس جگہ میں پروفیسر ہوں اس یونیورسٹی میں داخلے کے لیے بہت مقابلہ ہوتا ہے۔ کئی ممالک کے طلباء یہاں داخلہ لینے کے لئے آتے ہیں لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ داخلہ لینے میں کامیاب طلباء میں سے اسی فیصد کے لگ بھگ یہودیوں کی تعداد ہوتی ہے۔ آپ نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے اُن سے اُن کی اس کامیابی کا جو راز دریافت کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم اپنی الہامی کتاب بچپن سے ہی پڑھتے ہیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور اس طرح ہم اپنی زندگیوں کو کامیاب بناتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس جب سب الہامی کتابوں سے اعلیٰ کتاب موجود ہے اور وہ اپنی دنیوی زندگی میں کامیاب نظر نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا کہ وجہ تو یہ ہے کہ مسلمان اپنی اس آسمانی کتاب کو پڑھتے نہیں۔ اس پر عمل کریں تو وہ یقیناً یہودیوں سے آگے نکل جائیں۔ آپ نے آخر میں نصیحت کے طور پر فرمایا کہ ہمارے احمدی طلباء کو بچپن سے ہی قرآن کریم پڑھنا چاہیئے، اس کے معانی اور معارف سیکھنے چاہئیں اور اس کی تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے تا کچھ عرصہ میں دنیا میں یہودیوں کی بجائے احمدی سائنسدان زیادہ نظر آئیں۔

آخر میں میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہی الفاظ میں دعا کرتا ہوں کہ "اے زمین اور آسمان کے نور! تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی، دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نورِ قرآن سے بھر جائے اور یہ اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔"

اے ہمارے محسن! اور اے ہمارے پروردگار تو مسیح کے پروانوں کو توفیق بخش کہ وہ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قرآنی انوار میں ایسے ہو جائیں کہ سوائے انوارِ قرآنی کے ان کے وجود میں اور کوئی چیز نظر نہ آئے۔ اور وہ صرف خود انوارِ قرآنی سے معمور کریں بلکہ دوسرے انسانوں کے دلوں کو بھی اس نور سے بھر دیں اور ہر دل پر قرآن کی حکومت ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین

○

"درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیتِ دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اوّل اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ دوم۔ يَاۤ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ سوم۔ موہبتِ الٰہی۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۳ صفحہ ۱۴-۱۵)

مکرم عبد الحمید صاحب
سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ بانگلہ

ماضی کے لمحات

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب صحابہ کرام سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہوئے تو اُس وقت صحابہ کرام سخت پریشانی میں مبتلا تھے کہ اب کیا ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تھا کہ گو مَیں تجھے اپنے پاس بُلا لوں گا لیکن مَیں تیری تعلیم کو قیامت تک جاری رکھوں گا۔

اور آپ کو ساتھ ہی یہ بھی وعدہ دیا کہ مَیں تیرے دین کی آبیاری کرنے کے لئے ہمیشہ باغبان بھیجتا رہوں گا۔ جس کے نتیجہ میں اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک وجود کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپؑ نے باغِ محمدؐ کی اِس رنگ میں آبیاری کی کہ مولائے کریم راضی ہوگئے اور مولائے کریم نے خوش ہو کر آپ کو الہاماً بتایا۔ مَیں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اسکا وجود اسلام کی صداقت کا ایک مؤثر اور روشن ذریعہ ہوگا۔ اس وعدۂ خداوندی کے مطابق وہ پسر موعود ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کے مبارک دن پیدا ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فرمودہ کے مطابق جلد جلد بڑھا اور جوانی کی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب خلافت کا حامل قرار پایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی خدا تعالیٰ سے ایک ایسا رحمت کا نشان مانگا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی دلیل بن سکتا ہو اور جس سے حضورؑ کی بعثت کے مقصد کے حصول میں آسانی پیدا ہو اور تا اس کی رفتار کو تیز سے تیز کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا اور حضورؑ کی صداقت اور اسلام کے غلبہ کو مصلح موعود کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ احمدؑ قادیانی کی دُعاؤں کا یہ کرشمہ حسن و احسان میں خود اس کی نذیر بنا۔ اس مقدس وجود نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کئے رکھا۔ اسے فکر تھی تو یہی کہ کسی طرح دنیا کفر کے اندھیروں سے نکل کر خدا تعالیٰ کے نور کی طرف آجائے۔ اسلام کے جھنڈے کو سربلند کرنے کے لئے اس مقدس وجود نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف کر دیا۔ غرض حضورؓ کے عالیشان کارناموں اور حسنِ صفات کے ظہور کی تاریخ تو آپ کے مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے سے بھی بہت پہلے شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضورؓ نے ۱۹۰۶ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شرک کی تردید میں پہلی مرتبہ تقریر فرمائی۔ اس بے نظیر تقریر میں آپؓ نے عیسائیت کے زوال اور اسلام کی ترقی کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:-

"اب وہ وقت آ گیا ہے کہ عیسائیت
کا بلند اور مضبوط منارہ گرا دیا جائے۔
یہ مذہب عیسوی کا قلعہ جس کی دیواریں
لوہے کی تھیں اب گرنے کو ہے کیونکہ
اس کو زنگ لگ گیا ہے۔ اب یہ
عیسائی سلطنتیں خود بخود اسلام کی
طرف رجوع کریں گی اور وہ یورپ
جو عیسائیت کا گھر ہے اسلام کا
مرکز ہوگا۔ احمدی جماعت میں ایک
دن آنے والا ہے کہ وہ تمام دنیا
میں پھیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے
امام سے فرماتا ہے اور وعدہ دیتا
ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے۔"

(چشمۂ توحید صفحہ ۲۰۔۲۱)

آپؓ کا بچپن ہی سے اُٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا غرض ہر لحظہ صرف اور صرف اِسی فکر میں گزرتا کہ ہر طرف اسلام اپنی کرنوں کو بکھیر دے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نام لیوا پیدا ہوتے رہیں جو قرآن کریم کو اپنے سینوں سے لگائے رکھیں۔ اور یہی تڑپ آپؓ کے آخری سانس تک رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بھی حرف بحرف اس پاک وجود میں پوری ہوئی کہ وہ ذہین و فہیم ہوگا۔ سو ذہنِ انسانی نے یقین کر لیا کہ جو کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ بھی نہ تھا لیکن وہ دنیا بھر کے علوم و فنون میں اپنی مثال آپ ... عقدوں اور اُلجھنوں کو اپنے فہم و فراست سے ... سلجھایا کہ عقلِ انسانی دنگ رہ گئی۔ ایسے ... دیئے کہ تثلیث اور دہریت کے زعیم ... نے بھی بالآخر تسلیم کر لیا کہ یہ وجود کوئی معمولی ... بلکہ خدائی نشان ہے۔ یورپ کے ممالک ... نے بے شمار مشن قائم کئے ہیں جنہوں نے ... دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ... پرستار پیدا کئے، جنہوں نے تثلیث کے ... مضبوط قلعوں پر کچھ اِس انداز سے یلغار ... گرا کے ہی دم لیا۔

حضورؓ کا ہر سانس یہی ورد ... کہ قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ... دنیا میں پھیل جائے اور کوئی قلب اس ضیاء ... نہ رہ جائے اسلئے آپ نے ایک درجن ... میں ترجمہ کرا کے نوعِ انسان کے لئے اس نعمت ... پھیلانے کا کام کیا جس کے نتائج آپ کے سامنے ... حضورؓ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھ کر جس اندر ... روحانی کا ایک خزانہ کھولا ہے وہ دنیا کے ... کے لئے کیا کم ہے؟ اِن کے علاوہ آپ نے ... اشاعت کے لئے بے شمار کتب تصنیف کیں جن ... اصحاب نے بھی لوہا مانا کہ آپ سلطان القلم ... اچھی طرح یہ یقین ہو گیا کہ آپ کو یہ علوم خدا تعالیٰ ... اپنے فرشتوں کے ذریعہ سمجھائے تھے پس ... معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ ...

...ی فہیم ہوگا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
...ت میں آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے۔
...ے عزّ نے آپ کی آمد کی ان عظیم الشان
...وں خبری دی کہ:-

وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور
...دت ہوگا اور اپنے مسیحی نفس اور
...روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں
...ت صاف کرے گا۔ وہ سخت ذہین و
فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم
ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔
...نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا تعالیٰ نے
اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح
...وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں
کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین
کے کناروں تک شہرت پائے گا۔
اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔
...ب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف
اٹھایا جائے گا۔"

...ریخ گواہ ہے کہ ان پیشگوئیوں کا لفظ لفظ آپؓ
...پورا کر دکھایا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ ہی
...پیشگوئیوں کے صحیح مصداق ثابت ہوئے۔ آپؓ
...اپنے کارناموں کی وجہ سے چمکتے ہوئے سورج کی
طرح اپنے آپ کو ان اعلیٰ صفات کا مصداق ثابت
...دکھایا۔ آپ آئے اور جلد جلد بڑھے اور ساری
...جماعت کے لئے سراپا رحمت بنے۔ آپ نے اپنے
خونِ جگر سے اس کی آبیاری کی اور اس نازک اور کمزور
پودے کو ایک ایسا درخت بنا دیا جس کی شاخیں شرقاً
غرباً اور شمالاً جنوباً زمین کے کناروں تک پھیل گئیں۔
اور اس جماعت کے سایہ میں قومیں روحانی راحت پانے
لگیں۔

آپ کو اپنی جماعت سے بے پناہ محبت تھی۔
اس کے لئے آپ کی خیر خواہی ہر قسم کے شک وشبہ سے
بالاتر رہی۔ آپؓ کی دعائیں جماعت کی بہتری اور بھلائی
کے لئے وقف رہیں۔ یہ الفاظ ہم کیسے بھلا سکتے ہیں جو کہ
ہماری ہر قسم کی بہتری کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے
اللہ تعالیٰ سے کہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ کو جماعت
سے کس قدر محبت تھی:-

"اے میرے وفادار آقا میں تجھے
تیری ہی وفاداری کی قسم دیتا ہوں
ان کمزوروں نے اپنی کمزوریوں کے
باوجود تجھ سے وفاداری کی تو طاقتور
ہوتے ہوئے ان سے بے وفائی نہ
کیجیو۔ یہ بات تیری شان کے شایاں
نہیں اور تیری پاکیزہ صفات کے
مطابق نہیں۔
میں ان لوگوں کو تیری امانت میں
دیتا ہوں۔ اے سب امینوں سے
بڑے امین اس امانت میں خیانت نہ
کیجیو۔
اے وفادار اور صادق الوعدہ

اے وفادار اور سچے وعدوں والے
خدا تو ہمیشہ اِن کے اور ان کی اولاد
کے ساتھ رہیو اور ان کو کبھی بھی نہ
چھوڑیو۔ دشمن اِن پر کبھی غالب نہ
آئے اور کبھی ایسی مایوسی کا دن نہ
دیکھیں جس میں انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں
سب سہاروں سے محروم ہو گیا ہوں
یہ ہمیشہ محسوس کریں کہ تو اِن کے دل
میں بیٹھا ہے، ان کے دماغ میں بیٹھا
ہے اور ان کے پہلو میں کھڑا ہے" (آمین)

پھر آپ نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے اس کے
اخلاص کی یوں داد دی کہ:۔

" اے عزیزو! میں نے دیکھا کہ ہمیشہ
ہی خدا تعالیٰ کی آواز پر تم نے لبیک کہا۔
تم موت کی وادیوں میں سے گزر کر بھی
خدا تعالیٰ کی طرف دوڑتے رہے ہو۔
مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں اکیلا
نہیں چھوڑے گا۔"

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا خدا سچا خدا ہے، زندہ خدا
ہے، وفادار خدا ہے۔ تم ہمیشہ
اس پر توکل رکھو اور اپنی اولاد کو
بھی اس پر توکل رکھنے کی تلقین کرو۔"

آپؒ نے فرمایا:۔

"میں نے ساری عمر جب بھی اِس رنگ
میں اخلاص کے ساتھ دعا کی ہے میں
نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس دعا کے قبول
ہونے میں دیر ہوتی ہو۔ اگر تم اِس رنگ
میں اپنے رب سے محبت کرو گے اور
اس کی طرف جھکو گے تو وہ ہمیشہ تمہاری
مدد کے لئے آسمان سے اُترتا رہے گا۔
یہ ایک دولت میں تمہیں دیتا ہوں۔ ایسی
دولت جو کبھی ختم نہیں ہو گی۔ یہ ایک علاج
میں تمہیں عطا کرتا ہوں۔ وہ علاج جو کسی
بیماری میں خطا نہیں کرے گا۔ ایک عطا میں
تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہاری عمر کی
انتہائی کمزوری میں بھی تمہیں سہارا دے گی۔"

آہ! اتنی دور بین نگاہ رکھنے والا معرفت الٰہی
ایسے عمدہ درس دینے والا عظیم الشان راہنما ایسا فخر
کرنے والا قائد۔ اتنا محبوب آقا، دینِ محمدؐ کی آبیاری
کرنے والا جس کی آبیاری کرنے والا جس کی راتوں کا
اور دنوں کا چین و سکون اس بات کی نذر ہو گیا کہ
مادہ پرست دنیا سے دہریت کا نام مٹا دیا جائے۔
خالق کائنات کا اسم اعظم اور حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے چپہ چپہ پر نصب
جناب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بھی کیا خوب
کہا ہے۔

اخلاقیات کا یہ بطل جلیل وقت کا رستم زماں
ٹھہرا۔ اس کے مقابل کا اور کوئی پہلوان اس کے مقابل
نہ آیا۔ وہ اوّل سے لیکر آخر تک اوّل رہا۔ ایک خلیفہ

برحق کے بعد دوسرا خلیفہ برحق اس کی جگہ لے گا۔ بڑی
شان کے خدا رسیدہ خلفاء آئیں گے اور احمدیت کا
قافلہ ہر قدم پر نئی شان اور نئی شوکت سمیٹتا ہوا صراط
مستقیم پر قدم بڑھاتا جائے گا۔ مگر نسلیں ترسیں گی اس
ایک خلیفہ کے زمانہ کو جو مصلح موعود کی بلند تر مسند پر
رونق افروز ہوا۔ ایسے خلفاء آئیں گے جن کی سلطنت
شرق سے غرب تک پھیلی ہو گی لیکن مصلح موعود کی مصاحبت
کو وہ اپنے بلند رتبے پر ترجیح دیں گے اور رتبے میں ان
کے چند غلاموں کو اپنے سے کہیں بہتر جانیں گے۔ وہ
تابندہ و درخشندہ خلیفہؓ بے مثل ستاروں کے جھرمٹ
میں تھا۔ وہ جس کے اُجالے کے گرد قمر الانبیاءؓ پروانہ وار
گھومتے رہے۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:-

"میں خدا تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ
رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا
میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں
مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا
یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو آسمان
پر ہو چکا ۔ کہ وہ میرا نام اور میرے
کام کو دنیا میں قائم رکھے گا اور ہر
شخص جو میرے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ
خدا کے فضل سے ناکام رہے گا ۔
خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام پر کھڑا
کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی
گالیاں دیں، مجھے کتنا بھی برا سمجھیں
ہر حال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت
کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام
اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔
آج نہیں آج سے چالیس پچاس بلکہ
سو سال کے بعد تاریخ اس بات کا
فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ
صحیح تھا یا کہ غلط۔ میں بے شک اُس
وقت موجود نہیں ہوں گا مگر جب اسلام
اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی
جائے گی تو مسلمان مؤرخ اس بات پر
مجبور ہو گا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی
ذکر کرے۔ اگر وہ میرے نام کو اس
تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت
کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا۔
ایک بہت بڑا خلا واقع ہو جائے گا
جس کو پُر کرنے والا کوئی نہیں ملے گا"

اس عاجز بندہ نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
کے متعلق پچھلے رمضان المبارک میں ایک خواب دیکھا
جسے میں اپنے بھائیوں اور بزرگوں کو سنانا چاہتا ہوں۔
یکم رمضان کی رات کو میں نماز تراویح سے فارغ ہو کر اپنے
بستر پر سونے کے لئے چلا گیا۔ میں نے دیکھا میرے سرہانے
خالد پڑا ہے۔ اس میں چند صفحوں میں حضرت مصلح موعودؓ کے
حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ میں آپؓ کے حالات
زندگی پڑھتے پڑھتے سو گیا۔ میں نے ابھی سارا مضمون پڑھا
بھی نہیں تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں:-
ایک بہت ہی بلند مقام ہے۔ روشنی اتنی تھی کہ

اگر چار سورج مل کر روشنی مہیا کریں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ کم تھی۔ میں نے دیکھا مجھ سے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر ایک بہت ہی لمبی دیوار ہے اُس کے درمیان ایک دروازہ ہے جس کو عالی شان طریقہ سے سجایا گیا ہے۔ ہمارے ملک میں اکثر غیر ممالک سے بادشاہ اور صدرِ مملکت وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ ان کے استقبال کی خاطر استقبالی دروازے بنتے ہیں اور وہ میں نے دروازے دیکھے ہیں لیکن یہ جو میں نے ایک نرالا دروازہ دیکھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس دروازہ کی کشش نے مجھے اپنے نزدیک کھینچ لیا۔ میں نے دیکھا کہ یک دم میں دروازہ کے ساتھ سہارا لیکر کھڑا ہوں۔ چونکہ میں دروازہ کے باہر کی طرف تھا میں نے دروازہ کے اندر کی طرف دیکھا۔

میں نے دیکھا چالیس یا پینتالیس گز کے فاصلے پر ایک بہت ہی لمبی قطار میں سفید اور چمکیلے لباس والے بزرگ کھڑے ہیں۔ اُن کے آگے ایک بزرگ، خدا جانتا ہے میں نے اتنا بارُعب اور حسین بزرگ کبھی نہیں دیکھا اور وہ تمام بزرگوں کے سردار بزرگ معلوم ہوتے تھے جو قطار میں کھڑے تھے۔ اُس پاک بزرگ کے ہاتھ میں ایک عالی شان ہار جس میں سے سورج کی طرح شعاعیں نکل رہی تھیں پکڑا ہوا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ پاک بزرگ جن کے ہاتھ میں ہار تھا دروازے کی طرف آنے لگے۔ چونکہ میں دروازے کے باہر کی طرف تھا میں نے جب اپنے پچھلی طرف نظر دوڑائی تو میں نے حضرت مصلح موعودؓ کو اسی دروازے کی طرف آتے دیکھا۔ اندر کی طرف سے جو بزرگ جب در[وازہ کے] قریب پہنچے تو میرے دل نے سو فیصدی [یقین کیا کہ] یہ پاک بزرگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ [علیہ وسلم ہیں۔] چنانچہ آپ دروازہ پر پہلے پہنچے اور حضرت [مصلح موعودؓ] جب دروازہ پر پہنچے تو یہ دونوں پاک وجود [اکٹھے] ہو گئے اور آپؐ نے وہ ہار جس کے متعلق میں پہلے [بیان کر چکا] ہوں حضرت مصلح موعودؓ کو گلے پہنا دیا۔

حضرت رسول کریمؐ نے اپنا دایاں ہاتھ [حضرت] مصلح موعودؓ کے بائیں کندھے پر رکھا اور یہ [دونوں] پاک وجود دروازہ کے اندر کی طرف اُس [قطار] کی طرف جس کا میں اُوپر ذکر کر چکا ہوں چل د[یے۔] پہلے میں دروازے کے باہر کی طرف تھا [اب میں] دروازہ کے اندر کی طرف ہو گیا تاکہ یہ نظارہ [اچھی] طرح دیکھ سکوں۔ اور یہ پاک بزرگ بہت ج[لد قطار] کے پاس پہنچ گئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ ع[لیہ وسلم] پہلے بزرگ کے پاس رُکے تو حضرت مصلح مو[عودؓ کی] طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"یہ وہ میرا بندہ ہے جس نے میرے [دین کو] دوبارہ زندہ کر دیا"

اس کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ [علیہ وسلم] دوسرے بزرگ کے پاس رُکے اور فرمایا:-

"یہ وہ شخص ہے جس نے میرے دین کی [بہت] بڑی خدمت کی"

پھر آپؐ تیسرے بزرگ کے پاس رُکے [اور] فرمایا:-

"یہ وہ بزرگ ہے جس نے اسلام کے جھنڈے
کو دوبارہ بلند کیا تھا کہ آپ ہر بزرگ کے پاس رُکتے
اور آپ کا اسی طرح کے الفاظ میں تعارف کرواتے
جاتے تھے۔

خدا گواہ ہے کہ قطار اتنی لمبی تھی کہ مجھے یہ دونوں
مبارک وجود نظر آنے سے ہٹ گئے۔ اور میرے دل
نے یہ تسلیم کیا کہ قطار والے بزرگ انبیاء کرام تھے اور
یہ نظارہ جب مجھے نظر آنے سے ہٹ گیا تو میری آنکھیں
کھل گئیں۔ میری آنکھیں محسوس کر رہی تھیں کہ ہم نے اتنی
روشنی میں کبھی کام نہیں کیا۔ اور یہ خواب میں نے حضرت
خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں لکھا۔ جواب ملا:۔

"یہ خواب بہت ہی مبارک خواب
ہے۔"

میں احمدی کیسے ہوا؟

(بقیہ صـ۲۳)

دو سیاہ ناگ اندر سے باہر نکلے ہیں اور میں خوف
کے مارے بھاگ جاتا ہوں اور احمدیہ مسجد میں چلا جاتا
ہوں۔ وہاں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ گیس جل رہا ہے،
یہ بہت بڑی مجلس منعقد ہے۔ سامنے سفید
کپڑوں میں ملبوس ایک مولوی صاحب تقریر فرما رہے
ہیں۔ میں بھی اس مجلس میں پہنچ جاتا ہوں اور دیکھتا
ہوں کہ تقریباً تمام حنفی جماعت کے لوگ وہاں بیٹھے
ہوئے ہیں۔ سب سے آگے ہمارے گاؤں کے ڈو

لڑکے جو سگے بھائی ہیں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں
ماسٹر صاحب آپ بھی آ گئے؟ جب میں نے ان کی طرف
دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس لئے آ گئے تھے کہ
اُس مسجد میں سانپ تھے اور اندھیرا تھا۔

اب مجھے کامل انشراح ہو چکا تھا۔ چنانچہ یہ
محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس
نے مجھے احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔
احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے دینِ اسلام کی
خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

وقارِ عمل کا بہترین نمونہ

۱۳ر جنوری کو ہمارے ایک زمیندار دوست
نے بتایا کہ اس کا تقریباً ۴۰ من کماد کھیت پر کاٹا پڑا ہے
اور سوکھ رہا ہے۔ اس کے اٹھانے کے لئے کسی گڈّے
وغیرہ کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ دو فرلانگ پر بیلنا ہے۔
اگر میرا کماد وہاں پہنچ جائے تو میں نقصان سے بچ سکتا
ہوں۔ نماز جمعہ کے بعد ہمارے ۱۰ خدام اور ۱۵ اطفال
نے وقارِ عمل کے ذریعہ کماد بیلنے تک پہنچانے کا
کام شروع کر دیا۔ صرف ۲ گھنٹے میں سارا کماد سروں
پر اٹھا کر بیلنے کے قریب رکھ دیا۔ احمدی زمیندار
دوست بڑے ہی خوش ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔
نیز دیگر لوگوں نے بہت اچھا اثر لیا۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ترگڑی

مکرم نسیم سیفی صاحب

ہدیۂ تبریک

(عزیز عطاء المجیب صاحب راشد کی شادی خانہ آبادی کے موقعہ پر)

ہر ایک بزم میں تم مرکزِ نگاہ رہو
خدا کرے کہ یونہی رشکِ مہر و ماہ رہو

رواں دواں ہی رہے چشمِ دل میں موجِ سرور
ہجومِ فرحتِ دوراں کی بارگاہ رہو

تمہارا جذبۂ علم و عمل جواں رہے
فروغِ مہر و محبت کے تم گواہ رہو

ہر ایک حال میں آسودگی نصیب رہے
ہمیشہ موردِ الطافِ بے پناہ رہو

رہے رضائے رحیم و کریم پیشِ نظر
خدا کے فضل سے ناواقفِ گناہ رہو

حریمِ حُسن کے جلوے نظر نواز رہیں
صفائے قلب سے جلووں کی بارگاہ رہو

دُعائے خاص کی تحریک ہے قبول کرو
یہ میرا ہدیۂ تبریک ہے قبول کرو

انیس الرحمٰن صاحب صادق

مشرقی پاکستان میں صداقتِ احمدیت کا ایک زبردست نشان

(بنگالی مولانا انیس الرحمٰن صاحب صادق واقفِ زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ذیل میں ان کا ایک مضمون درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

یُوں تو مشرقی پاکستان میں صداقتِ احمدیت [...] سے نشانات ظاہر ہوئے ہیں مگر زیرِ نظر مضمون [...] صرف ان میں سے ایک نشان ذیل میں درج کیا جا رہا [...] احمدیت کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

آج سے تقریباً ۳۲ سال قبل "اگرتلہ" نامی [...] ایک مستحکم جماعت قائم ہوئی۔ شروع شروع میں [...] اس جگہ جماعت قائم ہوئی تو اس وقت جماعت [...] مخلص احباب نے اس علاقہ میں نہایت منظّم اور [...] پر تبلیغ کا کام شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں [...] سعید اور نیک فطرت لوگ اس سلسلہ میں داخل [...] لیکن اس کے برعکس بعض غیر از جماعت احباب [...] احمدیت کے بارے میں کچھ سُننا بھی گوارا نہیں کرتے [...] جب ان تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا تو وہ [...] میں آ گئے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں [...] شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں چند شر پسند [...] کے ساتھ شامل ہو گئے اور متحد ہو کر احمدیت [...] صف آرا ہو گئے مگر اس کے دوسری [...] جماعت کے احباب نے بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں [...] پورے زور کے ساتھ اس کام کو وسیع

پیمانے پر اس علاقہ میں پھیلا دیا۔ چنانچہ جب مخالفین نے دیکھا کہ یہ لوگ احمدیت کی تبلیغ سے باز نہیں رہ سکتے تو انہوں نے بدزبانی کرنی شروع کر دی اور بغض و عناد کے ساتھ جماعت کے خلاف مزید کارروائیاں کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان مخالفین میں سے ایک بہت سخت معاند نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہایت بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ اور ایسی گندی گالیاں دیں جن کے بیان کرنے سے بھی انسان شرماتا ہے۔ احمدی احباب میں سے ایک دوست مکرم جناب ابو موسیٰ صاحب نے ایک مجلس میں یہ اعلان کر دیا کہ اگر یہ شخص بدزبانی سے باز نہیں آئیگا تو اللہ تعالےٰ کی گرفت اس کو پکڑ لیگی اور وہ سات دن کے اندر اس دُنیا سے کُوچ کر جائے گا۔ چنانچہ اُسی روز وہ بدزبان شخص بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جُوں جُوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔ جب اُسے بیمار ہوئے پانچواں دن گزرا تو ہماری جماعت کے مخلص احمدی مکرم منشی سراج الاسلام صاحب اس شخص کو دیکھنے گئے۔ جب آپ وہاں گئے تو اُس شخص کے چند ساتھی جو کہ اس شخص کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ دیکھو

تمہارے احمدی مولوی نے یہ اعلان کیا کہ یہ شخص سات
دن کے اندر فوت ہو جائے گا۔ پانچ دن گزر گئے
وہ تو نہیں مرا۔ چنانچہ مکرم منشی سراج الاسلام صاحب
نے جا کر تمام واقعہ مکرم مولوی ابو موسیٰ صاحب کو
سنایا۔ دوسری طرف اس شخص کو مرض سے کسی قدر
افاقہ ہوتا جاتا تھا اور چھ دن گزرنے پر وہ پہلے سے
زیادہ صحت مند نظر آنے لگا۔ اس پر مخالفین نے یہ
کہنا شروع کر دیا کہ مولوی ابو موسیٰ کی بات جھوٹی نکلی
ہے۔ چنانچہ اسی اثناء میں جماعت کے ایک نہایت
ہی مخلص فدائی مکرم محترم منشی قدرت اللہ صاحب مخالفین
کی اس مجلس میں حاضر ہوئے جہاں وہ خوشیاں منا رہے
تھے۔ انہوں نے منشی صاحب موصوف کو دیکھ کر بھی
تمسخر و استہزاء کے ساتھ کہا کہ تمہارے احمدی مولوی
کی بات غلط نکلی۔ دیکھو ہمارا ساتھی تو صحتیاب
ہو رہا ہے۔ اس پر منشی صاحب موصوف نے جرأت
اور بہادری کے ساتھ جواب دیا کہ ابھی تو ایک
دن باقی ہے۔ اگر خدا چاہے تو ایک لمحہ کے اندر
بھی اس شخص کو ہلاک کر سکتا ہے۔ یہ کہہ کر منشی قدرت اللہ
صاحب گھر واپس چلے گئے۔ چنانچہ جب ساتواں دن
آیا تو یہ خبر سارے علاقہ میں پھیل گئی کہ احمدی مولوی
ابو موسیٰ صاحب نے جو اعلان کیا تھا کہ یہ شخص سات
دن کے اندر ہلاک ہو جائے گا سو ایسا ہی ہوا۔
اور ساتویں دن غروب آفتاب کے وقت وہ شخص
اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ فسبحان الذی
اخزی الاعادی۔

یہ عظیم الشان نشان صداقت احمدیت
ہوا اور اللہ تعالیٰ کو غیرت آئی اور حضرت
علیہ السلام کے ایک ادنیٰ خادم اور اس
بات کو سچ کر دکھایا۔ اس واقعہ کے بعد
احمدیت کے زبردست ثبوت کے نتیجہ میں
لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ الحمد
تقسیم ملک کے بعد یہ عظیم الشان جماعت
علاقہ سے ہجرت کر کے مشرقی پاکستان کے ایک
دیناج پور میں جا کر آباد ہوئی اور انہوں نے
نام سے ایک گاؤں آباد کیا۔ اب خدا کے فضل
کے کرم کے ساتھ اس جگہ ایک مستحکم اور فعال
قائم ہے جن کی تعداد تقریباً پانچ سو کے قریب
بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت
ترقی عطا کرتا رہے اور دن بدن احمدیت کی
کو اس کے ذریعہ ظاہر فرمائے۔ آمین!

... صادق صاحب بی۔ اے، بی ٹی
... نمبر ۹ ضلع سرگودھا۔

مَیں احمدی کیسے ہُوا؟

خاکسار نے ۱۹۲۳ء میں ایک اہلسنت والجماعت
[illegible] جنم لیا۔ میرا خاندان، رشتہ دار اور عزیزو
[illegible] سب کے سب اہلسنّت والجماعت فرقہ سے تعلق
[illegible] خوش قسمتی سے بچپن سے ہی میری طبیعت کا میلان
[illegible] طرف زیادہ تھا۔ پڑھائی کے ساتھ جہاں تک
[illegible] امور میں بھی حصہ لیتا رہا۔ جُوں جُوں عقل
[illegible] دینی مسائل کی چھان بین شروع کر دی۔ ہمارے
[illegible] احمدیوں کی کافی جماعت تھی اور مجھے احمدی احباب
[illegible] بیٹھنے کا اور ان کی باتیں سُننے کا کافی موقعہ ملا
...

[illegible] وقت گزرتا رہا، بات چلتی رہی اور نوبت یہاں
[illegible] میں نے احمدیوں کے ساتھ بحث و تمحیص کا
[illegible] شروع کر دیا اور حتی الوسع کوشش یہی رہی کہ احمدیوں کو
[illegible] دی جائے۔ چنانچہ نکتہ چینی کی خاطر احمدیہ
[illegible] پڑھا اور چند سال تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔
[illegible] دوران جو مشکل مسائل میرے سامنے آتے
[illegible] حل کروانے [illegible] میں بڑے بڑے اہلسنت
[illegible] چلا جاتا۔ بدیں وجہ چیدہ چیدہ مولوی صاحبان
[illegible] جاتی۔ جب کبھی اُن کے سامنے میں وہ
[illegible] کرتا جو احمدیوں نے میرے سامنے پیش

کئے ہوتے تھے تو وہ فوراً جواب دیتے کہ یہ تو احمدی کہتے ہیں۔ وہ تو غلط ترجمہ کرتے ہیں ہمیں تو اپنے ہی ترجمہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی اُس بدزبانی کا مظاہرہ بھی کرتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن علماء آپؑ کے ساتھ اور آپؑ کے مریدوں کے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن اُن کی ان گالیوں کا مجھ پر اُلٹا اثر ہوتا۔

اب میں نے مکمل طور پر یقین کر لیا کہ مولوی صاحبان متعصب ہیں مجھے خود اپنی عقل سے کام لیکر اہل سنّت والجماعت کا لٹریچر پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی استطاعت کے مطابق اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھا جماعت احمدیہ کا لٹریچر مَیں پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔ اس طرح مَیں نے دونوں جماعتوں کے لٹریچر کا موازنہ کیا اور اندازہ لگایا کہ "احمدی حق پر ہیں"۔ آہستہ آہستہ میرا یہ اندازہ حقیقت میں تبدیل ہوتا گیا اور مجھے یقین ہونے لگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔

لیکن جیسا کہ قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ میرے والدین، بہن بھائی، رشتہ دار اور عزیز و اقارب سب اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں مَیں ڈرا اور میرا دل گھبرانے لگا کہ یہ سب لوگ میرے دشمن ہو جائیں گے۔ خصوصاً میرے سسرال جو گاؤں میں ہی ہیں اور احمدیوں

کے سخت مخالف ہیں۔ اگر میں نے کوئی قدم اُٹھایا تو میرا حشر کیا ہوگا۔ چنانچہ کافی عرصہ اسی خوف اور ڈر سے دعلمل یقین رہا۔

اب میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے اللہ! جہاں تک ہو سکا ہے میں نے تحقیق کی ہے اور میری عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعاوی میں صادق ہیں مگر تسکینِ قلب کی خاطر تو مجھے کوئی نشان عطا فرما اور اپنی طرف سے بشارت دے اور وہ بشارت یوم حشر کو میرے لئے تیرے حضور ایک دلیل ہوگی اور میں وہ بشارت تیرے حضور پیش کر کے مغفرت طلب کروں گا اور جس قسم کی بشارت ہوئی میں اس پر صدق دل سے یقین رکھوں گا اور تمام زندگی اس پر قائم رہوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے متعدد مبشر رؤیا دیکھے جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کر رہا ہوں:۔

(۱) سردی کے موسم میں خاکسار نماز عشاء کے بعد اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ گھر کے دوسرے لوگ جو باتیں کر رہے تھے میں ان کو سن رہا تھا۔ گویا محسوس کر رہا تھا کہ میں جاگ رہا ہوں۔ چنانچہ اسی اثنا میں میں نے ایک اشارہ دیکھا کہ قیامت آگئی ہے اور سارے لوگ مر گئے ہیں۔ پھر اگلی دنیا دکھائی گئی۔ وہاں مجھے ایک آدمی ملتا ہے جس کے سر پر ایک ٹوکری ہے۔ میں اس شخص سے دریافت کرتا ہوں کہ اس کے سر پر جو ٹوکری ہے اس میں کیا چیز ہے؟ وہ آدمی جواب دیتا ہے کہ ٹوکری میں کیلا ہے۔ میں نے کہا کچھ کیلا مجھے بھی دو۔ چنانچہ اس نے ٹوکری نیچے اُتاری اور کیلا نکالنے کے لئے ٹوکری ... ہوئے مجھ سے سوال کیا کہ تم دنیا ... رکھتے تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں ... سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے فوراً ٹوکری ... سر پر رکھ لیا اور منہ بسور کر کہنے لگا ... ساتھی اس چٹیل میدان میں بیٹھے ہیں ... طرف جاتا ہوں اور وہ سامنے دو ... دیئے جاتے ہیں۔

(۲) ایک روز خواب میں دیکھا ... سے طلوع ہوا ہے اور عین ربوہ کے ... ہو گیا ہے۔ میں اپنی والدہ محترمہ کو ... اسی جگہ ہے جہاں میں نے کافی دیر پہلے دیکھا ... نے جواب میں فرمایا۔ بیٹا یہ چاند اب قیامت ... چمکتا رہے گا۔

(۳) ایک روز خواب میں دیکھا کہ ... ہوں۔ قبرستان میں جنازہ گاہ پر میری چارپائی ... اہلسنت والجماعت کے لوگوں نے میرا جنازہ پڑھنے ... انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ آسمان سے فرشتے نازل ... ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ... کرنے کے لئے بھیجا ہے کیونکہ آپ احمدی ہیں۔

(۴) ایک روز رؤیا میں دیکھا کہ بہت ... جلسہ ہے لوگ سفید پگڑ یاں باندھ کر بیٹھے ہوئے ... مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ بیان ... کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے حضور کی حیات طیبہ بڑی فصاحت کے ساتھ بیان کی ہے۔

(۵) ایک روز مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک چھوٹے سے پختہ کمرے میں تشریف فرما ہیں۔ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ قطب کی طرف آپ کا منہ مبارک ہے۔ آپ کی بائیں طرف مَیں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضور تسبیح کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک سفید لباس میں ملبوس اور دراز قد شخص قطبی دروازے سے داخل ہوتا ہے۔ بڑے ادب کے ساتھ دو زانو ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور حضور پر سوال کرتا ہے کیا آپ وہی شخص ہیں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے؟ حضور نے جواب میں فرمایا "جی ہاں"! پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا کہ آپ کے پاس نبی کا کیا ثبوت ہے؟ حضور نے قرآن پاک کھول کر اس کے سامنے رکھا اور دو آیتوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان میں سے ایک آیت بالکل چھوٹی تھی اور دوسری آیت بھی اگرچہ چھوٹی تھی مگر پہلی آیت کی نسبت اس میں حروف قدرے زیادہ تھے۔ ان آیتوں کو دیکھتے ہی وہ شخص سیدھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا واقعی ٹھیک ہے۔ یہ دونوں آیتیں آپ کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور مَیں نے خیال کرنا شروع کر دیا کہ یہ صرف میرا وہم و گمان ہی ہے تبھی مجھے اس قسم کے خواب آتے ہیں۔ انہی خیالات میں میری آنکھ دوبارہ لگ گئی اور دوبارہ اُسی وقت خواب میں دیکھتا ہوں کہ وہ بات وہم و گمان نہیں بلکہ حق پر مبنی ہے۔ یہ بات مجھے اسی شخص نے میرے کان کو پکڑ کر کہی۔

(۶) ایک روز خواب میں دیکھا کہ چند احمدی احباب کے ساتھ مَیں قادیان گیا ہوں وہاں مَیں نے ایک مینار دیکھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنایا ہوا تھا۔ اس کی چوٹی آسمان سے چھو رہی تھی۔ مَیں بے ساختہ کہتا ہوں کہ میں تو سمجھتا تھا کہ احمدی مذہب صرف زمین پر ہی ہے بلکہ یہ تو آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ اس پر احمدی حضرات مسکرائے اور کہنے لگے کہ آؤ اس کے اُوپر چڑھیں۔ چنانچہ ہم اُوپر چڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ احمدی ساتھی تو بڑی آسانی سے چڑھ رہے ہیں مگر مَیں تھوڑا اُوپر جا کر نیچے گر جاتا ہوں تو میرے اُن احمدی ساتھیوں نے کہا کہ پہلے بیعت کرو پھر اُوپر چڑھ سکو گے۔

(۷) ایک روز خواب میں دیکھا کہ حنفی جماعت کے امام الصلوٰۃ کہہ رہے ہیں کہ اِنَّا وَجَدْنٰہُ والی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کرتی ہے اور مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ مَیں نے مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک کلام پڑھا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ تمام لنگوٹیے فقیروں نے جو مرزا صاحب کو سفید لباس میں حقارت سے دیکھتے تھے معافی مانگ لی ہے اور مولانا ابوالکلام آزاد نے مرزا صاحب کی حیاتِ طیبہ کمال درجہ کی لکھی ہے۔

(۸) ایک رات خواب میں دیکھا کہ مَیں مسجد حنفیہ میں نمازِ عشاء ادا کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ وہاں بالکل اندھیرا ہے اور کوئی آدمی وہاں موجود نہیں ہے۔ چنانچہ مَیں ان ٹونٹیوں کی طرف بڑھتا ہوں جہاں وضو کیا جاتا ہے اور مسجد کے دروازوں کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں۔ اچانک مَیں دیکھتا ہوں کہ

(باقی ص۳۷ پر)

علی حیدر صاحب جامعہ احمدیہ

چندا ماموں

خدا جانے ننھے میاں کس سوچ میں ہوتے ہیں کہ اچانک کھیلتے کھیلتے گانے لگتے ہیں ؎

چندا ماموں دُور کے ٭ بڑے پکائیں بُور کے

لیکن ایک بات ضرور ہے، یہ گاتے ہوئے وہ بہت پیارے لگتے ہیں۔ بھلا کیوں نہ لگیں؟ معصوم جو ہوئے۔ اور معصومیت بجائے خود پیاری چیز ہے۔ ورنہ چندا ماموں اُن سے کوئی ڈھائی لاکھ میل دُور ایسی بستی میں رہتا ہے جہاں ہر چیز دم گھٹ کر مر گئی ہے۔ اور وہ بالکل اکیلا اور بے آب و گیاہ ہے۔ نہ اُس پر کوئی مکان ہے نہ مکین، نہ کوئی درخت ہے نہ جانور، نہ جانور نہ جنگل، نہ ندی نالے اور نہ پرندوں کا چہچہانا ہے۔ اُف! زندگی کے کوئی بھی تو آثار نہیں! ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہے۔ ایک طرف بالکل ننگے اور خشک مگر بلند و بالا پہاڑ گھور رہے ہیں تو دوسری طرف پاس ہی مُردہ آتش فشانوں کے ہزاروں فٹ گہرے دہانے مُنہ پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں ؎

ہر مکاں کو ہے مکیں سے زینت غالبؔ
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

اب ننھے میاں سے کوئی پوچھے کہ یہی ہے چندا ماموں جس سے اتنا پیار تھا؟ کیا یہ وہی چاند ہے جس میں ہر عاشق کو اپنے معشوق کا چہرہ نظر آیا؟ کبھی وہ دن تھے کہ شاعر حضرات دل کو موہ لینے والی صورت کو "چاند سا مکھڑا" کہتے تھے مگر آج سائنس نے چاند کا ایک گھنونا [illegible] ہے کہ کسی بد رُوح کو چڑیل کہنے کی بجائے چاند [illegible] چاہیئے۔ یہ بالکل حقیقت ہے کہ اگر ہماری [illegible] سُن لے تو خون کے آنسو روئے۔

چاند کی پیدائش کے متعلق سائنس دا[نوں میں] اختلاف ہے۔ ایک نظریئے کے مطابق چاند [illegible] پیدا ہوا جب باقی تمام ستارے ظہور میں [illegible] کی طرح ایک آزاد ستارہ تھا لیکن گردش [illegible] زمین کی کشش کے حلقۂ اثر میں آ گیا اور پکڑا گیا [illegible] تھا زمین کے گرد گھومنے لگا۔ کچھ سائنسدان کہتے [illegible] تخلیق باقی ستاروں کے بعد ہوئی اور اس نے ز[مین] سے جنم لیا۔ زمین اپنے ابتدائی دور میں تھی اس کی [illegible] زیادہ موٹی اور سخت تر ہوتی تھی۔ اس کا مدار [illegible] زیادہ لمبوترا تھا۔ یہ سورج کے کافی قریب ہو کر [illegible] اس پر سورج کی کشش کے اثر سے اُبھار پیدا [illegible] ہوتے یہ اُبھار زمین سے علیحدہ ہو کر اس کے گرد [illegible] لگا۔ بہر حال کچھ بھی ہو یہی اب ننھے میاں کا چند[ا ماموں] ہے جو اس وقت سے ہماری راتوں کو منور کر رہا [ہے۔] لیکن یہ محض قیاس آرائی ہے اور وثوق سے کچھ [نہیں کہا] جا سکتا۔ البتہ پہلے نظریہ کے دلائل [illegible]

یہاں تک آپ نے چاند [illegible]

...ن لیا اب ذرا اُمّی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتِ علمی ملاحظہ ہو۔ سورۂ یوسف میں ہے اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ الخ "جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔"

تمام مفسرین کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ سورج سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے والد، چاند سے آپ کی والدہ اور ستاروں سے مراد آپ کے گیارہ بھائی ہیں۔ مجھے یہ بیان کرنے کے لئے جدید علوم کے ماہرین کے کسی حوالے کی ضرورت نہیں کہ ہر بیٹے کو دنیا میں لانے کا ذمہ دار باپ ہوتا ہے اور اس کے اخلاق پر اس کا [illegible]ب ہوتا ہے۔ پھر ماں اُس کی زندگی بخش پرورش [illegible] اور تربیت کرتی ہے۔ بھائی بہنیں اور دوسری ساری مخلوق اُس کی زندگی کے قیام اور اعلیٰ اخلاق کے [illegible] کے لئے ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح کائنات میں سورج چاند اور ستارے ہماری زندگی پر اثر ڈال [illegible] علماء اس بات پر متفق ہیں کہ سورج زمین پر [illegible] حیات کا منبع ہے۔ چاند کا اثر بچے پر رحمِ مادر [illegible]تا ہے۔ پھلوں کی تیاری اور ان کی شیرینی میں [illegible] روشنی کا اثر ہے۔ بیٹا دن بھر باپ کے ساتھ کام [illegible] اپنی ساری طاقتیں صرف کر دیتا ہے۔ آخر [illegible] گھر ماں کے پاس آتا ہے وہ اسے غذا اور [illegible] فراہم کرتی ہے جس سے اس کی توانائی بحال ہو جاتی [illegible] باپ کا ہاتھ بٹانے کی صلاحیت پھر سے

پیدا ہو جاتی ہے۔ عین اسی طرح دن کے وقت سورج کی موجودگی میں انسان کام کرتا کرتا بے دم ہو جاتا ہے تو غروبِ آفتاب اس کے لئے سکون و راحت کا مژدہ سُناتا ہے۔ چنانچہ رات کے وقت چاند کی حکومت میں ہم اپنی گم کردہ طاقتیں پھر سے حاصل کر لیتے ہیں اور تازہ دم ہو کر سورج کے تقاضے پورے کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

قارئین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمثیل کس قدر حکیمانہ ہے اور اس میں اجرامِ فلکی اور ان کے خواص کے مطالعہ کی کیسی زبردست دعوت ہے۔

چاند کا زمین سے فاصلہ دو لاکھ اُنتالیس ہزار میل ہے۔ یہ خود روشن نہیں بلکہ سورج کی روشنی کو منعکس کرتا اس کی روشنی ہم تک ۱¼ سیکنڈ میں پہنچتی ہے۔ اس کا وزن زمین کے وزن کا $\frac{1}{81}$ یعنی 75×10^{18} ٹن ہے۔ اس کا قطر زمین سے $\frac{1}{4}$ یعنی ۲۱۶۰ میل اور اس کا رقبہ بحرِ اوقیانوس کا نصف ہے۔ یہ ۲۲۹۰ میل فی گھنٹے کی رفتار سے زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور اس طرح ایک چکر ۲۷½ دن میں پورا کرتا ہے اور اتنے ہی عرصہ میں اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔ اس طرح یہ ہمیشہ ایک ہی رُخ ہماری طرف رکھتا ہے۔ نہ جانے یہ ہم سے دوسرا رُخ کیوں چُھپاتا ہے۔ چاند پر آدھا مہینہ دن اور آدھا مہینہ رات رہتی ہے۔ وہاں دوپہر کے وقت درجہ حرارت اتنا بڑھ جاتا ہے کہ زمین پر پانی کھول جائے۔ (۱۰۰° س) اور رات کے وقت وہاں اتنی سردی ہو جاتی ہے کہ ہماری ہوا مایع بن جائے (منفی ۱۵۰° س) چاند کی کشش

زمین کی کشش کا چھٹا حصہ ہے اور وہاں عام آدمی پندرہ من بوجھ اُٹھا سکتا ہے۔ وہ بیس فٹ اونچی چھلانگ لگا سکتا ہے اور کرکٹ کا گیند آدھ میل دُور پھینک سکتا ہے۔ چاند پر سے راکٹ باہر بھیجنے کے لئے پانچ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار درکار ہے جبکہ زمین کے لئے یہ رفتار پچیس ہزار میل فی گھنٹہ ہے۔ چاند پر کُرّۂ ہوا موجود نہیں۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ شروع شروع میں کچھ گیسیں چاند پر موجود تھیں لیکن اس کی معمولی کشش انہیں زیادہ دیر نہ روک سکی۔ اور اب وہ ساری اسے اکیلے چھوڑ بھاگ گئی ہیں۔ چنانچہ چاند پر ایک دوسرے کی آواز سُنائی نہیں دے سکتی۔ کیونکہ آواز کو ہوا ہی مُنہ سے کان تک لے جاتی ہے۔ اسی طرح وہاں پر ہم سانس بھی نہیں لے سکتے۔ نہ ہی پودے وہاں اُگ سکتے ہیں اور نہ بارش ہو سکتی ہے۔ وہاں طلوعِ آفتاب سے قبل پَو نہیں پھُوٹتی۔ بلکہ اندھیرے کے بعد اچانک تیز دھوپ آجاتی ہے اور اسی طرح شام کو سخت دھوپ کے بعد یکایک گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے۔

زمین پر مدّو جزر چاند کی کشش سے آتے ہیں، سورج کی کشش کا اثر بھی ہوتا ہے۔ مگر زیادہ دُور ہونے کی وجہ سے یہ اثر نہایت خفیف ہوتا ہے۔ مدّ و جزر کیا ہے؟ چاند کی کشش کے نتیجہ میں سمندر کا پانی اُوپر اُٹھ جاتا ہے۔ یہی اثر خشکی پر ہوتا ہے۔ پانی اور خشکی کا یہ اُبھار دو قوتوں کے نیچے ہے۔ ایک چاند کی کشش اور دوسرے زمین کی روزانہ گردش کی قوت۔ نتیجتاً زمین کی روزانہ گردش سُست ہوتی جاتی ہے۔ اس کا ردِّ عمل چاند کی رفتار کو بڑھاتا ہے جس سے چاند آہستہ آہستہ زمین سے دُور ہوتا جا رہا ہے اور دن کی لمبائی زیادہ ہوتی جا رہی ہے لیکن ایک صدی میں ہمارا دن صرف ایک سیکنڈ کا ہزارواں حصہ بڑھتا ہے۔

چاند کے بعض حصے چمکدار اور بعض قدرے سیاہی مائل نظر آتے ہیں۔ بچپن میں آپ نے سُنا ہوگا "بڑھیا چرخہ کات رہی ہے"۔ خیر یہ تو بچوں والی بات ہے، عجیب تر یہ بات ہے کہ سائنس دان بھی کافی عرصہ اس خیال میں رہے کہ چاند پر سمندر موجود ہیں۔ بعض مقامات کو اب بھی بحرِ طوفان اور بحرِ بارش وغیرہ پُرانے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ نام کچھ احترام کے طور پر اور کچھ عبرت کی خاطر باقی ہیں ورنہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ چاند پر پانی نہیں جب ہوا نہیں تو پانی کاہے کا؟ جدید خیال یہ ہے کہ سیاہ دھبے دراصل بہت گہرے مقامات ہیں۔ بعض کی گہرائی بیس ہزار فٹ سے زائد اور وسعت دو سَو میل ہے۔ اس کے برعکس بالائی سطح اور پہاڑ چمکدار دکھائی دیتے ہیں۔ چاند کے پہاڑ زمین سے زیادہ بلند ہیں قطب جنوبی کے قریب کی چوٹیاں بتیس ہزار فٹ کی بلندی تک چلی گئی ہیں۔ اگر اسی نسبت سے زمین پر کوئی پہاڑ ہوتا تو اس کی بلندی ماؤنٹ ایورسٹ سے ساڑھے تین گنا یعنی بیس میل ہوتی۔ ان کی چمک ایک سفید مادے کے نتیجے میں ہے جو مٹی کے اندر سے صعود کر کے سطح پر جم جاتا ہے۔

چاند پر بہت زیادہ کھڈیں اور دہانے پائے

جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق یہ دو لاکھ ہیں۔ بعض اندازوں میں یہ تعداد کئی گنا زیادہ بتائی گئی ہے۔ ان میں سے بعض کی گہرائی چاند کی سطح سے پندرہ ہزار فٹ تک پہنچتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے دہانوں کا قطر ایک میل بھی ہو سکتا ہے لیکن بڑے بڑے دہانے دراصل وسیع میدان ہیں جن کے چاروں طرف بلند و بالا پہاڑ نما دیواریں ہیں جو بعض دفعہ چاند کی سطح سے پانچ ہزار فٹ بلند ہوتی ہیں۔ چھوٹے دہانے عموماً گول ہوتے ہیں لیکن وسیع احاطوں کی دیواریں مثلث، چوکور، مسدس یا کثیر الاضلاع ہوتی ہیں۔

چاند کے اس رُخ کا فوٹو جو وہ ہم سے چھپاتا ہے۔ پہلی دفعہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں روسی خود کار سیاراتی سٹیشن لیونک-۳ نے حاصل کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حصہ کی بناوٹ بھی ویسی ہی ہے جو نظر آتا ہے۔ دہانے کیسے بنے؟ اس بارے میں سائنس دانوں میں بہت اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ آتش فشانی کا نتیجہ ہیں۔ اور دوسرا اس بات کے حق میں ہے کہ شہاب باری سے چاند پر گڑھے پڑ گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح زمین پر دونوں قسم کے دہانے پائے جاتے ہیں اسی طرح چاند پر بھی دونوں عوامل کام کرتے رہے ہیں گویا دونوں نظریات حقیقت پر مبنی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جو شہاب فضا سے چاند یا زمین پر گرتے ہیں وہ بالکل اسی مادے کے بنے ہوئے ہیں جو زمین پر پایا جاتا ہے۔ ان میں کوئی بھی مابعد الطبیعاتی چیز نہیں اس سے کائنات کی یک رنگی میں ذرا بھی شبہ باقی نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ بصیرت جو افلاک کا مطالعہ کرتا ہے صاف دیکھ لیتا ہے کہ ہر چیز کا ایک ہی خالق ہے۔

محمد شریف گلزار

کپاس کی ذخیرہ اندوزی

مکان یا گودام میں

● گودام نمدار نہ ہو اور نہ کسی مرطوب جگہ کے قریب ہو۔
● صاف ستھرا اور ہوادار ہو۔ فرش پختہ ہو تو بہتر ہے۔
● کرم کش دوا پاشی سے نقصان دہ حشرات سے پاک کیا گیا ہو۔
● کپاس کے قسم وار علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائیں اور ہر قسم میں ناقص اور اعلیٰ کپاس کو الگ الگ ذخیرہ کریں۔
● کپاس کو ٹھونس کر ذخیرہ نہ کریں اور نہ پاؤں سے روند کر دبائیں۔
● کپاس کے نیچے ریت نہ بچھائیں اور نہ فرش پر چھڑکاؤ کریں۔
● آندھی، طوفان، بارش میں روشندان، کھڑکیاں، دروازے بند کر دیں اور مطلع صاف ہونے کے بعد مناسب وقت پر کھول دیں۔
● گودام کے اندر کپاس پر پانی کبھی نہ چھڑکیں۔

منڈی یا کارخانہ میں

● بند گودام کی صورت میں مندرجہ بالا ہدایات کو مدنظر رکھیں۔

کھلے پلیٹ فارم یا فرش کی صورت میں

● کپاس کو زیادہ دبا کر ڈھیر نہ کریں۔
● رات کو موٹی ترپالوں سے ڈھیر کو اچھی طرح ڈھانپ دیں یعنی کوئی حصہ خالی نہ رہے۔
● پلیٹ فارم یا فرش زمین سے اونچا ہو تاکہ بارش میں پانی اندر داخل نہ ہو سکے۔
● پلیٹ فارم درختوں کے نزدیک یا نیچے نہ ہوں۔
● آندھی، گرد و غبار اور بارش میں کپاس کو محفوظ گوداموں میں منتقل کر دیں یا واٹر پروف ترپالوں سے اچھی طرح ڈھانپ دیں (ماخوذ)

Regd. No. L. 5830

[MO]NTHLY KHALID RABWAH

FEBRUARY, 1967

ورزش کے زینے

محترم صاحبزادہ
مرزا طاہر احمد صاحب
صدر مجلس خدام الاحمدیہ
مرکزیہ

۔اس کتاب میں صحت جسمانی کو برقرار رکھنے کیلئے انتہائی مفید اور دلچسپ مشقیں درج کی گئی ہیں۔

۔ہر جسمانی ورزش کی تصاویر بھی دی گئی ہیں تا کہ ورزش کرنے والے کو سمجھنے میں آسانی رہے

۔اردو زبان میں اپنی نوعیت کی بالکل پہلی کتاب ہے۔ آج ہی ایک روپیہ بھیج کر یہ کتاب منگوا لیجئے۔

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا